Title

زیر سرپرستی
عبد الستار
پیش نظر

فہم و فکر

پچھلی نیو ائیر کی حسرتیں... کچھ مسرتیں	مدیر کے قلم سے	04

اصلاحی سلسلہ

فہم قرآن	شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم	05
فہم حدیث	مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ	06
آئینہ زندگی	حضرت اقدس مولانا عبد الستار حفظہ اللہ	08

مضامین

آسان عمرہ نمبر بہ نمبر	محمد راحیل رؤف	10
جنت میں کوئی باورچی خانہ نہیں ہوگا	رضی الدین سید	13
امام بخاری	حذیفہ رفیق	14
اوان اور وزیر مملکت کا اسلام قبول کرنا	شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم	17
اسلام اور تجارت	غلام عباس	18
ہاتھ کی لکیریں	اسلام اللہ خان	21
مسائل پوچھیں اور سیکھیں	مفتی محمد توحید	23
باورچی خانہ اور ہماری صحت	حکیم نعیم احمد	26

خواتین اسلام

ھن لباس لکم وانتم لباس لھن	ام مصطفیٰ	28
چھوٹا سا مذاق	بنت مسعود	31
پتھر سے موم	اہلیہ احسن احمد شریف	32
باپ کا بیٹی کے نام خط	محمد دانش	35
شاید اس طرح کوشش کی تلافی ہو جائے	مہوش عباد	36

باغیچہ اطفال

دانیال کی دانائی	ڈاکٹر الیاس رومی	39
افضل ایام	اہلیہ محمد فیصل	40

بزم ادب

لا الہ الا اللہ	محمد ناصر	42
الٰہی تو کرم کر دے	جوہر عباد	43
قرآن... ہر دور کا درماں	ارسلان اللہ خان	43
گلدستہ	راشد حسین قاسم	44

اخبار السلام

خبر نامہ	ادارہ	46

دینی اخلاقی اور معاشرتی اقدار کا علمبردار

ماہنامہ

فہم دین

کراچی

جنوری 2016ء

مدیر	محمد خرم شہزاد
نائب مدیر	ذیشان محمود
ناظم	خالد عبد الرشید
کمپوزنگ	حبیب اسلم
نظر ثانی	طارق محمود
تزئین و آرائش	نوید عزیز

editor@fahmedeen.org
آراء و تجاویز کے لیے
0304-0125750 0333-4573885
ڈاک سے متعلق امور کے لیے
0322-2120004 021-35393912
اشتہارات کے لیے
0332-8278537
marketing@fahmedeen.org

خط و کتابت اور بذریعہ منی آرڈر رسالہ کے اجراء کے لیے ماہنامہ فہم دین
26-C گراؤنڈ فلور، بن سیٹ کمرشل اسٹریٹ نمبر 2، خیابان جامی،
بالمقابل بیت السلام مسجد، ڈیفنس فیز 4 کراچی

زر تعاون

فی شمارہ	30 روپے
اندرون کراچی سالانہ (بذریعہ کوریئر)	520 روپے
بیرون کراچی سالانہ (بذریعہ رجسٹری)	520 روپے
بیرون ملک سالانہ	25 ڈالر

ناشر	مطبع	مقام اشاعت
فیصل زبیر	واسا پرنٹر	دفتر فہم دین

meat one
02

ہیپی نیو ائیر
کچھ حسرتیں کچھ مسرتیں

ماضی حسرتوں کے مجموعے ہوتے ہیں اور کچھ مسرتوں کی یادگاریں۔ بیتی عمریں اگر گناہوں کا دلدل اور ناانصافیوں کی سیاہی ہو تو ماضی کی یہ تلخیاں بعض اوقات اخیر عمر میں حسرتوں کا رُوپ دھار لیتی ہیں اور اگر بچپن کا موسم آلودگیوں سے پاک ہو اور جوانی کی بہاریں بھٹکنے سے محفوظ ہوں تو ایسا ماضی سکونِ قلب کا ذریعہ ہوتا ہے۔ جب ہر لمحہ گزر رہا ہے تو زندگی سیکنڈوں کی دھکم پیل میں منٹوں اور گھنٹوں کی رہ گزر کو عبور کرتی شب و روز اور مہ و سال کے سرائے خانوں میں رُکے بغیر بچپن اور جوانی کی مسافتیں طے کرتی بڑھاپے کی دہلیز تک پہنچ جاتی ہے، بالوں میں سفیدی چمکنے لگتی ہے، جوش و جذبے ماند پڑنے سے خواہشات کی عینک آنکھوں سے اتر جاتی ہے اور جوانی کی ترنگ میں نظر آنے والے حسین لمحات اب اسے داغ دار نقوشِ رفتہ کی کتاب معلوم ہونے لگتے ہیں تو ماضی کا غم اسے حال اور مستقبل سے بے نیاز کر کے اپنی ہی حسرتوں کے مرثیے سنانے لگ جاتا ہے۔ پھر وہ زندگی کی اس بچی کھچی برف کو ضائع ہونے سے بچانے کی فکر کے بجائے لٹی ہوئی پونجی کو ہی سوچ سوچ کر ہلکان ہونے لگ جاتا ہے۔ پھر یہ لٹی بہاروں پر نوحہ خوانی کرنے والا انسان بھول جاتا ہے کہ مسلمان کے پاس تو جب تک سانس ہے، تب تک چانس ہے۔ بے شک یہ بات درست ہے کہ ”گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں“ لیکن یہ بھی ایک روشن حقیقت ہے کہ جب کوئی بڑا کام در پیش ہو تو زندگی کی ہر اِک سانس عمرِ جاوداں بن جاتی ہے۔ جو گزر گیا، اس لکیر کو پیٹنے سے اب کوئی فائدہ نہیں، لیکن شب و روز کا جو سرمایہ ابھی ہاتھ میں ہے، وہ اس سے کہیں زیادہ قیمتی ہے جو بند مٹھی سے پھسلی ہوئی ریت بن کر تپتے صحرا کا حصہ بن چکا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ”ہر شب، شبِ قدر است، گر تو قدر جانے“۔ اصل بات تو میرے اور آپ کی قدر کرنے کی ہے۔ کیسا خوش نصیب ہے وہ انسان جو منوں مٹی کے نیچے سونے سے پہلے اپنی آنکھوں کو بیدار کر لے! کیسا عقل مند ہے وہ انسان جو خود شناسی کے جوہر کو حاصل کرے اور حشر کی رُسوائی سے پہلے اُن سوالوں کی بھرپور تیاری کر لے، جو ربِ لم یزل نے اُس دِن کرنے ہیں، جس کے آنے میں کوئی شک نہیں!

ہاں میرے دوستو! ایسے بہت سے خوش نصیب لوگ ہیں، جنھوں نے جوانی گناہوں میں بِتا کر ایسا یوٹرن لیا اور خداشناسی اور خود شناسی کی اس چوٹی تک پہنچ گئے کہ ”خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے“ ایک شخص نے ساری زندگی کفر کے اندھیروں میں گزاری، پھر نبی اکرم ﷺ کے دستِ مبارک پر اسلام قبول کیا اور بغیر کسی نیک عمل کے اس کا انتقال ہوگیا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی جنتی کو دیکھنا ہے تو وہ اسے دیکھ لے۔ یہ کیوں؟ صرف اس لیے کہ اس نے خداشناسی اور خود شناسی کو پالیا تھا، صرف اس لیے کہ وہ یہ عزمِ مصمم کر چکا تھا کہ میں نے اپنی آئندہ کی زندگی صرف اور صرف ربِ کائنات کو راضی کرنے اور نبی کریم ﷺ کی پیاری سنتوں پر عمل کرتے ہوئے گزارنی ہے۔

تو قارئینِ گرامی! یہ نئے عیسوی سال کی ابتدا ہے، دنیا خوابِ غفلت میں خدا فراموشی کے تہوار کو ”ہیپی نیو ائیر“ کے حسین لبادے میں چھپا کر منا رہی ہے۔ کیا ہم، آپ اور سب اہلِ ایمان کے لیے اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ خدا کے سامنے کھڑے ہونے کے خوف سے ہمارے دِل لرز جائیں اور بے مہار خواہشات کو نکیل ڈال کر ہم اسلام کے شجرِ سدا بہار سے باندھ دیں، یہ تو ہمیں معلوم نہیں کہ سانس کے کتنے قیمتی موتی ہماری جھولی میں باقی ہیں، لیکن اتنا ضرور ہم کر سکتے ہیں کہ اِن باقی ماندہ قیمتی موتیوں کو مٹی میں رولنے اور نالیوں میں بہانے کے بجائے سابقہ زندگی کی حسرتوں کو مٹانے اور دنیا کو سنتِ نبوی ﷺ کے سانچے میں ڈھالنے میں لگا دیں۔ کیا خبر کہ ہماری باقی ماندہ مختصر سی زندگی ہماری تھوڑی سی فکر سے مسرتوں کا ایسا مجموعہ بن جائے، جیسی آخری لمحات میں مسلمان ہونے والے اس صحابیؓ کی بنی، جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے جنت کی بشارت دی۔ اللہ کرے کہ ہمارا عزم جواں ہو جائے اور ہم ابھی سے خداشناسی اور خود شناسی کی فکر میں لگ جائیں۔ والسلام

اخوکم فی اللہ
محمد خرم شہزاد

فہم قرآن

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۥ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِـيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــــُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَھُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ 255

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو سدا زندہ ہے، جو پوری کائنات سنبھالے ہوئے ہے۔ جس کو نہ کبھی اونگھ لگتی ہے نہ نیند، آسمانوں میں جو کچھ ہے (وہ بھی) اور زمین میں جو کچھ ہے (وہ بھی) سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کے حضور اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کر سکے؟ وہ سارے بندوں کے آگے پیچھے کے حالات کو خوب جانتا ہے اور وہ لوگ اس کے علم کی کوئی بات اپنے علم کے دائرے میں نہیں لا سکتے، سوائے اس بات کے جسے وہ خود چاہے۔ اس کی کرسی نے سارے آسمانوں اور زمین کو گھیرا ہوا ہے اور ان دونوں کی نگہبانی سے اسے ذرا بھی بوجھ نہیں ہوتا۔ وہ بڑا عالی مقام، صاحبِ عظمت ہے۔

قرآنی ڈکشنری

کتنا خوش قسمت ہے وہ انسان جو ایک مہینے میں ان الفاظ کے معانی اور آیت الکرسی کا ترجمہ سمجھ کر یاد کرلے۔

اللہ: ذاتی نام	الحی: وہ زندہ شے جو واقف ہو، سنتا ہو، دیکھتا ہو اور قادر ہو	
القیوم: کائنات کو قائم اور باقی رکھنے والا	السمٰوٰت: آسمان	الارض: زمین
سنة: اونگھ — نوم: نیند	یشفع: سفارش کرے گا	لایحیطون: وہ گھیر نہیں سکتے
لایؤدہٗ: وہ نہیں تھکتا	العلیّ: اوپر	العظیم: سب سے بڑا

فضیلت آیۃ الکرسی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

- سید البشر آدم (علیہ السلام) ہیں
- سید العرب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں
- سید الفرس سلمان ہیں
- سید الروم صہیب ہیں
- سید الحبشہ بلال ہیں
- سید الجبال الطور ہے
- سید الایّام یوم الجمعہ ہے
- سید الکلام ”القرآن“ ہے
- سید القرآن سورۃ البقرہ ہے
- سید البقرہ آیۃ الکرسی ہے

آیت الکرسی میں اسم اعظم

آیت الکرسی میں حیٌّ و قیومٌ کا مجموعہ ہے، جو بہت سے حضرات کے نزدیک اسم اعظم ہے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر میں میں نے ایک وقت یہ چاہا کہ حضور اکرم ﷺ کو دیکھوں کہ آپ ﷺ کیا کر رہے ہیں۔ پہنچا تو دیکھا کہ آپ ﷺ سجدے میں پڑے ہوئے بار بار یا حی یا قیوم، یا حی یا قیوم کہہ رہے ہیں۔

(معارف القرآن، ج: 1، ص: 256)

آیت الکرسی اور فرشتوں کی حفاظت

حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے سوتے وقت آیت الکرسی پڑھی، اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے، جو صبح تک اس کی حفاظت کرتا ہے۔ (درِ منثور)

Burger Shack

07

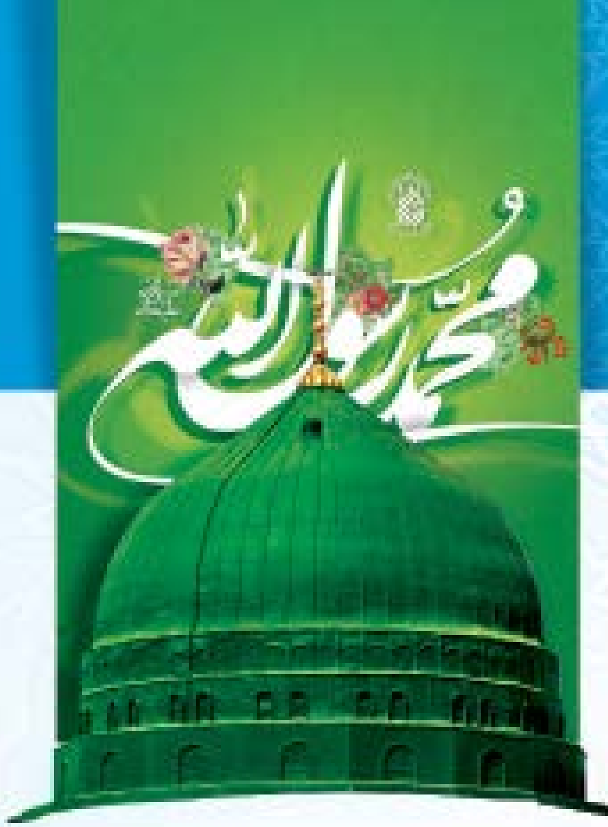

فہمِ حدیث

مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

لَا يَصْلُحُ لِبَشَرٍ اَنْ يَّسْجُدَ لِبَشَرٍ وَلَوْ صَلَحَ لِبَشَرٍ اَنْ يَّسْجُدَ لِبَشَرٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا مِنْ عِظَمِ حَقِّهٖ عَلَيْهَا۔

ترجمہ : ”کسی آدمی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے آدمی کو سجدہ کرے اور اگر جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کرے، کیوں کہ اس پر اس کے شوہر کا بہت بڑا حق ہے۔“

تشریح... سنن ابن ماجہ میں یہی مضمون حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ایک واقعہ کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے۔ اس روایت میں واقعہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ ”ایک مشہور انصاری صحابی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ملک شام گئے ہوئے تھے۔ جب وہاں سے واپس آئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سجدہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب سے پوچھا: ”مَا هٰذَا يَا مُعَاذُ؟“ ”معاذ! یہ کیا معاملہ ہے؟“ انہوں نے عرض کیا کہ میں شام گیا تھا، وہاں کے لوگوں کو میں نے دیکھا کہ وہ اپنے دینی پیشواؤں، پادریوں کو اور قوم کے سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ ایسے ہی ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا کریں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”ایسا نہ کرو۔“ اس کے بعد ارشاد فرمایا:

فَاِنِّیْ لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِغَيْرِ اللّٰهِ لَاَمَرْتُ الْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا۔ (الحدیث)

ترجمہ: اگر میں کسی کو اللہ کے سوا اور کے لیے سجدہ کرنے کے لیے کہتا تو عورت سے کہتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

حدیث کا ہم سے مطالبہ

مندرجہ بالا حدیث ہم سے مطالبہ کرتی ہے کہ ہم صرف اللہ کے در پر سر جھکائیں اور اللہ کے علاوہ کسی کی ایسی تعظیم نہ کریں، جس سے شرک کی بُو آتی ہو۔

عربی ڈکشنری

لَا يَصْلُحُ :	مناسب نہیں ہوگا	بَشَرٌ :	آدمی	لَاَمَرْتُ :	تو میں حکم دیتا	زَوْج :	شوہر
عِظَم :	بڑا	اَنْ يَّسْجُدَ :	کہ وہ سجدہ کرے	لِغَيْرِ اللّٰهِ :	اللہ کے علاوہ کے لیے		

مختصر پُر اثر

ہمارے نبی ﷺ کے چند مختصر مگر اہم فرمان

- دین سارے کا سارا خیر خواہی ہے۔ (مسلم)
- دعا ساری عبادتوں کی روح ہے۔ (ترمذی)
- مجلسیں (بھی) امانت کی چیز ہیں۔ (ابوداؤد)
- حیا ایمان کا اہم شعبہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

کتنا خوش قسمت ہے

وہ انسان جو ایک ماہ میں نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کو یاد کر لے اور حدیث کی یہ قیمتی دولت اپنے ساتھ قبر کا نور بنا کر لے جائے۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ

ترجمہ: کہہ دو کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اس پر ڈٹ جاؤ۔

خوش خبری

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے میری امت کے لیے چالیس احادیث کو حفظ کیا، اللہ تعالیٰ بروز قیامت اسے فقہا کی جماعت میں سے اٹھائیں گے اور میں اس کے لیے شفاعت اور گواہی دوں گا۔

باحیا اور پاک دامن بنیے

حضرت مولانا عبد الستار حفظہ اللہ

میرے عزیز بھائیو! اسلام نے انسان اور اہلِ ایمان کی فلاح وبہبود کے لیے کچھ ضابطے مقرر کیے اور کچھ علامات بتائیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ اگر معاشرہ، سوسائٹی اور اس میں بسنے والے لوگوں کی زندگیاں پاک دامنی پر مشتمل ہیں تو پھر یہ یقین کرلو کہ یہ سوسائٹی، معاشرہ اور یہ زندگیاں فلاح کی راہ پر ہیں اور اگر پاک دامنی کسی معاشرے سے نکال دی جائے تو چاہے وہاں کی عمارتیں کتنی ہی شان دار ہوں، سڑکیں وہاں کی اچھی ہوں، معیشت وہاں کی بہتر ہو، کاروبار اُن کا ترقی کررہا ہو، منڈیوں پر ان کا سرمایہ لگا ہوا ہو اور مادیت کے سارے نقشے ان کی زندگیوں میں ہوں، مگر وہاں کے لوگ پاک دامن نہ ہوں تو قرآن یہ بتاتا ہے کہ وہ حیوانات کی ترقی تو ہوسکتی ہے، مگر انسان اور اہلِ ایمان کی ترقی نہیں ہوسکتی۔ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ یہ جانور ہیں۔ سڑکیں پختہ ہوگئیں، معیشت ترقی کرگئی، عمارتیں شاندار اور بلند ہوگئیں، بازار پُررونق ہوگئے، لیکن پاک دامنی نہیں اور حیا نہیں رہی تو یہ ترقی انسانوں کی اور اہلِ ایمان کی ترقی ہر گز نہیں۔

مدینہ منورہ کے وہ کچے گھر، کچے بازار، کچی گلیاں، کھانے کے لیے اونٹ کا سوکھا ہوا گوشت جو مہینوں استعمال ہوتا تھا، میرا اور آپ کا یہ ایمان ہونا چاہیے کہ دنیا نے اس سے اچھی ترقی کبھی نہیں کی اور اُن سے زیادہ کامیاب لوگ دنیا نے اس دھرتی پر کبھی نہیں دیکھے۔ کیوں کہ وہ معاشرہ حیا اور پاک دامنی پر مشتمل تھا۔ ترقی کی راہیں اور منزلیں جو اُن کو اسلام نے دیں، وہ انہوں نے طے کرلی تھیں۔ وہ انسانیت کے عروج اور ترقی کا دور تھا کیوں کہ وہ زندگی حیا اور پاک دامنی کی زندگی تھی۔

جہاں انسانی رشتوں کی ساری قدریں مٹ چکی ہوں، جہاں باپ اور بیٹا، ماں اور بیٹی، شوہر اور بیوی وغیرہ ان سارے مقدس رشتوں کو ختم کردیا گیا ہو، تو پھر وہ کون سے انسانوں کی سوسائٹی ہے؟ اور وہ کون سے انسانوں کی ترقی ہے؟ اللہ نے پہلے ہی بتادیا کہ انسانوں اور اہلِ ایمان کی ترقی کا راستہ یہ ہے کہ اِن کا معاشرہ، ان کے خاندان، ان کے گھروں کی زندگیاں، ان کے بازار، ان کے تعلیمی ادارے، حیا اور پاک دامنی پر مشتمل ہوں تو پھر یہ مسلمانوں اور انسانوں کی ترقی ہے۔

پاک دامن ہونا مسلمانوں کی سوسائٹی کا سب سے قیمتی جوہر ہے۔ جو مسلمانوں کی پاک دامنی اور حیا سے کھیلنا چاہ رہے ہیں، جو مسلمان معاشرے میں بے حیائی کو رواج دے رہے ہیں، تو اللہ کا غضب اعلان کررہا ہے کہ ان کے لیے دردناک اور ذلت آمیز عذاب ہے۔ یہ بدنصیب لوگ ہیں۔ مسلمانوں اور انسانیت کے دشمن ہیں۔ مسلمانوں کی ازدواجی زندگیوں کے دشمن ہیں۔

اس سے معاشرے برباد ہوتے ہیں، خاندان بکھرنے لگتے ہیں، ازدواجی رشتے ختم ہوجاتے ہیں، میاں بیوی کا تعلق کمزور ہونے لگتا ہے، بیٹیاں ماؤں سے بھاگنے لگتی ہیں، بیٹے باپ کے نہیں رہا کرتے اور وہ سارا معاشرہ فساد کا شکار ہوجاتا ہے۔

یہ سب ان بد نصیب

لوگوں کی وجہ سے ہوتا ہے جو مسلمان معاشرے میں بے حیائی اور فحاشی کو فروغ دیتے ہیں اور یہ اس کے ذمہ دار ہیں۔ چاہے وہ اسے ترقی کا نام دیں، چاہے وہ اسے کامیابی کا راستہ بتلائیں اور چاہے وہ اسے تعلیم کے نام پر پھیلائیں، لیکن دراصل وہ تو ہمارے ساتھ دشمنی کررہے ہیں۔ ہماری اولادوں کو بے حیا بنارہے ہیں۔ انہیں آوارہ اور موسیقی کا عادی کررہے ہیں۔ ہماری بیٹیوں سے حیا کی چادریں چھین رہے ہیں۔ ہمارے نوجوانوں کی پاک دامنی کو داغ دار کررہے ہیں۔ یہ ہمارے ہرگز خیر خواہ نہیں ہیں، بلکہ خیر خواہوں کے روپ میں آکر ہمارے ساتھ دشمنی کررہے ہیں۔

میرے عزیزو! مسلمانوں کی ترقی کا راستہ حیا اور پاک دامنی سے گزر کر جاتا ہے اور اس میں بے حیائی کی بالکل بھی گنجائش نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک کا مفہوم ہے کہ یہ آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں۔ یہ زنا کیا ہے؟ کسی غیر کی بیٹی، بہن، بیوی اور ماں کو لذت کی نظر سے دیکھو گے تو یہ ہماری آنکھوں کا زنا ہے اور اس سے پاک دامنی خطرے میں پڑتی ہے۔ فرمایا کہ یہ بھی زانی ہے جو آنکھوں سے لذت حاصل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: "اے ایمان والو! اپنی نظریں جھکالو اور اے ایمان والیو! تم بھی نظریں جھکالو۔" نظریں جھکانے سے تمہاری پاک دامنی محفوظ رہے گی۔ اس نگاہ سے سب کچھ دیکھ سکتے ہو، مگر صرف دو چیزوں سے روکا ہے: ایک کسی کو حقارت کی نظر سے دیکھنا اور دوسرا کسی کی غیر محرم بیٹی، بہن وغیرہ کو لذت کی نظر سے دیکھنا۔

یہ نظر تو بہت بڑی نعمت ہے، اگر یہ چلی جائے اور ڈاکٹر کہے کہ اے میاں! تمہاری نظر واپس آسکتی ہے مگر ان دو چیزوں سے بچنا ہوگا تو انسان خود بخود ان دو چیزوں پر کنٹرول کرلے گا، کیوں کہ ہر حال میں اپنی نظر واپس چاہیے۔ میرے اور آپ کے مالک نے بغیر کسی شرط کے یہ عظیم نعمت ہمیں عطا فرمائی اور صرف یہ کہا کہ اے میرے بندے! اس آنکھ کا حق ادا کرنا۔ سب کچھ دیکھ مگر صرف دو چیزیں نہ دیکھ۔ تیرا یہ دیکھنا بھی میں ثواب بنادوں گا۔ اپنے والدین کو محبت کی نظر سے دیکھے گا تو ایک حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔ اسی آنکھ سے اپنی بیوی کو دیکھ اور بیوی کو کہا کہ اپنے شوہر کو دیکھ اور اسی آنکھ سے محبت کی نظر سے دیکھ۔ دونوں کے تبادلے محبت کی نظر سے ہوں تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں کو اللہ اپنی محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ صرف دو چیزوں کے دیکھنے سے روکا ہے اللہ نے کہ کسی غیر محرم کو نہ دیکھ اور کسی کو حقارت سے نہ دیکھ۔

بینائی میں ذرا سی کمزوری آنے لگتی ہے تو ہم فوراً ڈاکٹر کی طرف دوڑتے ہیں کہ کہیں بینائی مکمل ہی نہ چلی جائے۔ یہ ایسی اللہ کی عظیم نعمت ہے۔ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ اللہ نے اس آنکھ کو اپنی قدرت کا شاہ کار بنایا ہے کہ روشنی کی طرف انسان جائے تو اس کی آنکھ کی پُتلی پھیلنے لگتی ہے اور جب یہ اندھیرے کی طرف جائے تو یہ سکڑنے لگتی ہے۔ اب اس کے سکڑنے اور پھیلنے میں سات میل تک کا فاصلہ طے ہوتا ہے، مگر اللہ نے ایسا نظام بنایا ہے کہ آنکھیں آناً فاناً یہ مسافت طے کرلیتی ہیں۔ اس کی حفاظت کا انتظام ایسے کیا کہ اوپر ماتھے کی ہڈی، نیچے رخسار کی ہڈی رکھی اور ان دونوں کے بیچ میں یہ خوبصورت آنکھ سجائی، اس لیے کہ جب بھی کوئی چیز سامنے سے لگتی ہے تو سیدھا چہرے پر لگتی ہے اور آنکھ سب سے نازک چیز ہے تو اس کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ ایسا مٹی کا ذرہ جو آنکھوں سے نظر نہ بھی آئے، اگر وہ آنکھ میں چلا جائے تو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اس کو روکنے کے لیے آنکھ کے اوپر پلکیں لگادیں کہ ساری گرد وہ اپنے اوپر لے لے۔ اگر اچانک کوئی تنکا یا انگلی آنکھ کی طرف بڑھتے ہیں تو یہ پلکیں خود بخود بند ہوجاتی ہیں، کیوں کہ اس سے آنکھ کو نقصان پہنچتا ہے۔

میرے عزیزو! اگر ہم تھوڑا سا اہتمام کرلیں اور ان آنکھوں کی حفاظت شروع کردیں تو یاد رکھیں کہ گناہ اور اس آنکھ سے حرام دیکھنا بھی اس آنکھ کے لیے نقصان دہ ہے۔ اگر ہم نے ان چیزوں سے بھی اپنی آنکھوں کی حفاظت کرنا شروع کردی تو ایک وقت آئے گا ان ممنوعہ چیزوں کے سامنے آنے پر خود بخود ہماری پلکیں جھکنے لگ جائیں گی۔ اللہ نے اس میں یہ طاقت اور صلاحیت رکھی ہے کہ تکلیف دہ اور موذی چیز آئے تو یہ پلکیں خود بخود جھک جاتی ہیں۔ جب اللہ ایمان کا نور اور تقویٰ کی طاقت دے دے تو پھر اس میں وہ توانائی واپس آجاتی ہے، اور اچانک کہیں نظر اٹھنے لگے تو فوراً جھک جاتی ہے۔

یہ بھی غور کا مقام ہے کہ جو نظر ظاہری صورت کے لیے مضر ہو اس سے بچنے کی تدبیر کی جاتی ہے، اس کے لیے تعویذ لیے جاتے ہیں، شبہ ہو تو عاملین کے پاس جاتے ہیں، ہزاروں ٹونے ٹوٹکے کرائے جاتے ہیں۔ وہ نظر جس سے ظاہری رونق کا ضرر ہوتا ہے اس کی فکر تو ہوتی ہے مگر وہ نظر جو دل کو خراب کرتی ہے، جو آخرت کے لیے نقصان دہ ہے، وہ نظر جو مالک کو ناراض کرے، وہ نظر جو جنت سے محروم کردے، وہ نظر بد جس سے ہمیشہ کے لیے مصیبتیں جھیلنی پڑیں اس سے بچنے کا خیال نہیں کیا جاتا۔ جس طریقے سے اس کی فکر ہوتی ہے کہ ہمارے ظاہر پر کوئی بد نظر اثر نہ کرے اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنی نظر کے لیے احتیاط کریں کہ اس سے آخرت کا نقصان نہ ہو، یہ نظر کہیں دیدارِ محبوب سے محروم نہ کردے۔

اپنی نظروں کی حفاظت اور مردوں و عورتوں کا اپنی آنکھوں کو جھکانا، یہ پاک دامنی کا راستہ آسان کردیتا ہے۔ جہاں بے پردگی کا ماحول ہے تو پھر وہاں پاک دامنی بھی خطرے میں پڑجاتی ہے اور پاک دامنی نہ رہے تو ایمان بھی چلا جاتا ہے۔ اس لیے اپنے گھروں کا ماحول، اپنے تعلیمی اداروں کا ماحول، اپنے بچوں اور بچیوں کی تربیت اس رخ پر کریں تاکہ ان کے پاس یہ قیمتی جوہر محفوظ ہو۔ اللہ رب العزت ہمیں اپنی نظروں کی حفاظت کرنے اور باحیا بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

عمرہ کا احرام باندھنے کے لیے چار کام

1...میقات پر یا میقات سے پہلے صرف مرد حضرات سلے ہوئے کپڑے اتار کر دو ان سلی چادریں پہن لیں۔

2...صرف مرد حضرات اپنے سر کو ننگا کرلیں۔

3...میقات پر پہنچ کر یا اس سے کچھ پہلے عمرہ کی نیت کریں۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ۔

ترجمہ: اے اللہ! میں عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں' اس کو میرے لیے آسان فرما دیجیے اور قبول فرمالیجیے۔

4...نیت کرنے کے بعد وقفے وقفے سے مرد حضرات باآواز بلند اور خواتین زیر لب تلبیہ کے کلمات پڑھتے رہیں' جب تک کہ بیت اللہ پر نظر نہ پڑ جائے۔

لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لَا شَرِیْکَ لَکَ۔

آسان عمرہ نمبر بہ نمبر

محمد راحیل رؤف

طواف شروع کرنے سے پہلے کے چار کام

1...بیت اللہ پر نظر پڑنے کے بعد سے عمرہ کے آخر تک تلبیہ نہیں پڑھنا۔

2...مرد حضرات (صرف دورانِ طواف) اپنی چادر کو سیدھی طرف کی بغل سے نکال کر اُلٹے کندھے پر ڈال کر سیدھا کندھا کھول دیں۔

3...حجرِ اسود کی بالکل سمت میں آنے سے ایک دو قدم پہلے' بیت اللہ کی طرف رُخ کر کے طواف کی نیت کریں کہ: اے اللہ میں تیری رضا کے لیے تیرے مقدس گھر کے طواف کی نیت کرتا ہوں' اس کو میرے لیے آسان فرما اور قبول فرما۔ (طواف باوضو کرنا شرط ہے۔)

4...اب بیت اللہ کی طرف رخ کر کے بالکل حجرِ اسود کی سمت میں آکر استقبال کریں یعنی دونوں ہتھیلیوں کا رُخ بیت اللہ کی طرف کر کے کانوں تک ہاتھ اُٹھائیں۔ پھر استلام کریں یعنی اپنی دونوں ہتھیلیوں سے حجرِ اسود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ پڑھ کر ہتھیلیوں کو چومیں۔ اب طواف شروع کریں۔

طواف شروع کرنے کے بعد کے چار کام

1...طواف کے صرف پہلے تین چکروں میں مرد حضرات رَمل کریں' یعنی چھوٹے چھوٹے قدموں سے سینہ تان کر پہلوانوں کی طرح چلیں۔

2...دورانِ طواف رُکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ پڑھنا ثابت ہے۔ باقی طواف کے دوران تیسرا کلمہ' استغفار' درود شریف' تلاوت یا کوئی اور دعا پڑھ سکتے ہیں۔ (رُکنِ یمانی حجرِ اسود کا بائیں طرف والا کونہ ہے۔)

3...ہر چکر کے شروع میں بالکل حجرِ اسود کی سمت میں کھڑے ہو کر حجرِ اسود کا استلام کرنا ہے۔ (اگر رش ہو تو دائیں ہاتھ سے استلام کرتے ہوئے حجرِ اسود کی طرف رُخ کیے بغیر اگلا چکر شروع کردیں۔)

4...دورانِ طواف خانہ کعبہ کی طرف نہ مکمل رُخ کریں' نہ پیٹھ کریں اور نہ چہرہ کریں۔

طواف کے سات چکر مکمل کر لینے کے بعد کے چار کام

1... سات چکر مکمل کرنے کے بعد آٹھویں دفعہ حجرِ اسود کا استلام کر کے ملتزم پر جا کر دعا کریں۔ (ملتزم پر خوشبو لگی ہوتی ہے' اس لیے ہاتھ نہ لگائیں۔)

2...سیدھا کندھا ڈھانپ کر مقامِ ابراہیم کے پیچھے یا مسجد حرام میں کہیں بھی دو رکعت نماز واجب پڑھیں' جب کہ مکروہ وقت نہ ہو اور دعا کریں۔

3...زم زم کا پانی خوب پئیں اور یہ دعا کریں: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ۔

ترجمہ: اے اللہ! نفع دینے والا علم عطا فرما اور رزق میں وسعت عطا فرما اور ہر بیماری سے شفا عطا فرما۔

4...صفا مروہ کی طرف جانے سے پہلے حجرِ اسود کی سمت میں آکر نویں مرتبہ حجرِ اسود کا استلام کریں۔

صفا پہاڑی کی طرف جا کر کرنے کے چار کام

1...''باب صفا'' سے یا جیسے سہولت ہو' صفا پہاڑ کی طرف چلیں' صفا پر پہنچ کر خانہ کعبہ کی طرف رُخ کر کے خوب دعائیں مانگیں۔

2...سعی (یعنی صفا مروہ کے سات چکر) کی ابتدا صفا سے کریں' مروہ پر پہنچ کر ایک چکر مکمل ہوگا' پھر مروہ سے صفا آئیں تو دوسرا چکر مکمل ہوگا' اسی ترتیب پر آخری (ساتواں) چکر مروہ پر پہنچ کر مکمل ہوگا۔ (صفا مروہ کے درمیان گرین لائٹوں کے نیچے صرف مرد تیز قدموں سے جھپٹتے ہوئے چلیں۔)

3...مسجد میں جا کر دو رکعت نفل مستحب پڑھیں۔ (صفا مروہ مسجد کی حدود سے باہر ہے۔)

4...مرد حلق یا قصر کروائیں۔ عورتیں سر کے تمام بالوں سے یا کم از کم ایک چوتھائی بالوں سے انگلی کے ایک پورے سے کچھ زیادہ بال کاٹیں۔

الحمدللہ! عمرہ مکمل ہوگیا

عمرہ میں دو فرض ہیں:	1..احرام	2...طواف
عمرہ میں دو واجب ہیں:	1...صفا و مروہ کی سعی	2...حلق یا قصر

Shangrilla 12

جنت میں باورچی خانے نہیں ہوں گے

رضی الدین سید

باورچی خانوں میں گرمی ’دھوپ ‘اور دھوئیں میں کام کرنے والی ‘آنکھوں میں نیند بھری ہونے کے باوجود بچوں اور شوہروں کے لئے صبح صبح ناشتہ تیار کرنے والی ‘واپس گھر لوٹ کر آنے والے بچوں اور شوہروں کے لئے شام تک پیٹ بھرنے کا سامان مہیا کرنے والی ‘رمضانوں میں آرام کرنے والے مردوں کے برخلاف ‘افطار کے بعد تھکی ہونے کے باوجود ‘ایک بار پھر باورچی خانوں کا رخ کرنے والی ‘اور کھانا پکاتے ہوئے گاہے گاہے اپنے ہاتھوں کو جلا لینے والی خواتین کو خوش خبری ہو ”طوبیٰ للصالحات“ کہ جنت میں داخلے کے بعد ان کی مشقتوں کے لیے مزید کوئی باورچی خانہ نہیں ہوگا۔ مومن و باعمل خواتین کو وہاں حسین و وسیع و عریض محلات تو ضرور مہیا کیے جائیں گے (ایک وعدہ جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے لیے طے ہے) ‘مگر یہ محلات بارچی خانوں کے بغیر ہوں گے۔ ”کھانا کیسے پکایا جائے گا؟“ پھر ایسے سوالات ان کے سوچنے کے نہیں رہیں گے۔ فردوسِ بریں میں ان کے لیے یہ ساری خدمات جنت الفردوس کے خدّام شاہی ہی انجام دیں گے !

وہاں تو بس وہ ہوں گی ‘حسین و جمیل مناظر ہوں گے ‘ندی نالے اور آبشار ہوں گے ‘ سرخ قالین اور گداز بستر ہوں گے ‘فرحت بخش مشروبات و دل پسند میوہ جات ہوں گے ‘ٹھنڈی ٹھنڈی مشک بھری ہوائیں ہوں گی ‘چہل قدمی ‘سیر اور ہنسی مذاق کا سماں ہوگا ‘اور ساتھ میں پہلو بہ پہلو ان کے وہی پرکشش ‘دل ربا اور خوب رُو شوہر ہوں گے ‘وہی جن پر وہ زمین میں سدا فدا رہا کرتی تھیں ! آزادی دی جائے گی کہ یہ ”نیک مخلوق“ شریکِ سفر کے ساتھ جہاں چاہے ‘گھومے پھرے ‘اور ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر کسی پرکشش جنتی نہر کے کنارے ٹہلے !

بہشت ‘بریں میں داخلے کے بعد ان نیک و پاکباز خواتین کو نئے سرے سے دوبارہ جوان کیا جائے گا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَاۗءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا (وہاں ان خواتین کو ہم نئے سرے سے جنم دیں گے اور جنم کے بعد بالکل کنواری بنادیں گے)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”دنیا میں جو عورتیں بوڑھی ہو کر مریں ‘انہیں وہاں دوبارہ زندہ کیا جائے گا ‘اس حال میں کہ وہ کنواری ہو جائیں گی“۔ اور ایک اور جگہ پیغمبرِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”قربت کے بعد جنتی بیویوں کو اللہ تعالیٰ ایک بار پھر کنواری خاتون بنادیں گے“۔ (یعنی ان کی نوجوانی وہاں ختم ہونے ہی نہیں دی جائے گی) ہر بار ایک نئی اور باکرہ دوشیزہ کا روپ دیے جانے کے باعث لگے گا کہ جیسے یہ بھی تو وہی آسمانی حوریں ہیں جنہیں ”اب تک نہ کسی انسان نے چھوا اور نہ کسی اور مخلوق نے ہاتھ لگایا !“۔

اگر دنیا میں ان کے حسن میں کسی قسم کی کوئی بدصورتی یا عیب بھی ہوگا تو اسے وہاں دور کر دیا جائے گا۔ (جنت کے ”پارلرز“ میں انہیں ایک نئی دل کشی عطا کی جائے گی۔ اور جنت تو ساری کی ساری ہی بیوٹی پارلر ہے !) دنیا کی بوڑھی اور بزرگ صالحات جن کی جلدوں پر جھریاں پڑ چکی ہوں گی ‘جنت الفردوس میں اُن کے بدن کی ایک ایک جھری اور ایک ایک شکن کو دور کر کے ان کی جلد کو پھر سے ملائم و چمک دار بنا دیا جائے گا۔ نبی ﷺ کا یہ فرمان ہمیں معلوم ہے کہ ”جنت میں کسی بوڑھی عورت کا داخلہ نہیں ہو سکے گا؟“ پاکباز و متقی خواتین کی عمریں وہاں جوانی کی حدود میں منجمد کر دی جائیں گی تا کہ حسرت و یاس سے پھر کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ :

جو آ کے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا !
جو جا کے نہ آئے ‘ وہ جوانی دیکھی !

جوانی تو پھر وہاں ہمارے جسم و جاں پر کبھی نہ جانے ہی کے لیے سوار کی جائے گی !

شوہروں کی خدمت گزار بیویوں کو قرآن مجید نے یوں تعریف کی ہے کہ جنتی مردوں کے ساتھ وہاں ”شرمیلی اور ہم عمر بیویاں (بھی) ہوں گی“ (52:23) ‘اور ربِ کائنات نے

(بقیہ ص 15 پر)

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حذیفہ رفیق

مسلمانوں کی تاریخ میں ایسی بہت سی شخصیات گزری ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا تھا اور انہوں نے اپنی صلاحیتوں کو خالص دین کے کام کے لیے وقف کردیا۔ چناں چہ اپنے اپنے زمانوں میں انہوں نے ممتاز مقام پایا۔ ان ہی شخصیات میں سے ایک مشہور شخصیت حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے۔ آپؒ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، جہاں طلبہ اور اہل علم ان کی محدّثانہ شان سمجھتے ہیں، وہیں عوام الناس بھی ان کے نام کی مقبولیت سے یکسر ناآشنا نہیں۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ ان کے حالات زندگی روز روشن کی طرح واضح ہیں۔ بزرگوں اور اہل اللہ کا تذکرہ اور ان کے حالات انسان کے اندر دین کے کاموں میں جدوجہد کا جذبہ پیدا کرتے ہیں اور تقویٰ، للّٰہیت، خشیت اور انابت الی اللہ یہ تو وہ اوصاف تھے، جن سے ان حضرات کی زندگی معمور تھی اور یہی وہ چیز ہے جو آج ہم میں ناپید ہوچکی ہے یا ہورہی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق کتاب "صحیح البخاری" کی شرح لکھی ہے جس کا نام "فتح الباری" ہے۔ اس کتاب کے آغاز میں انہوں نے ایک مقدمہ لکھا ہے جس کا نام "ھدی الساری" ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر بھی چند صفحات لکھے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک شاگرد "ابو معشر" سے فرمایا: "ابو معشر! میری ایک غلطی معاف کردو۔"

ان کے شاگرد نے پوچھا کہ "کیسی غلطی؟"

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں اس سے کہا: "میں ایک دفعہ حدیث سنا رہا تھا اور تم حدیث سن کر جھوم رہے تھے اور اپنا سر اور ہاتھ ہلا رہے تھے، یہ منظر دیکھ کر میں مسکرا دیا۔"

ابو معشر اپنے استاد کے تقویٰ اور ورع کے آگے شرم سے پانی پانی ہوگئے اور فرمانے لگے: "اے ابو عبداللہ! (یہ امام بخاری کی کنیت تھی اور کنیت سے پکارنا عربوں کے نزدیک اکرام واعزاز کی علامت ہے۔) اللہ آپ پر رحم فرمائے! آپ کی ہر خطا معاف ہے۔"

ایک مرتبہ فرمایا: "مجھے یہ امید ہے کہ میں جب اللہ تعالیٰ سے ملوں گا تو مجھ سے کسی کی غیبت کے بارے میں حساب نہیں ہوگا۔"

ایک مرتبہ فرمانے لگے: "جب سے مجھے یہ پتا چلا ہے کہ غیبت حرام ہے! میں نے کسی کی غیبت نہیں کی۔"

اور ایک دفعہ یوں فرمانے لگے: "مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ قیامت کے روز مجھ سے کوئی حق لینے والا ہوگا۔"

کسی نے ان سے کہا: "حضرت! لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے جو "التاریخ الکبیر" کے نام سے کتاب لکھی ہے: اس میں بعض جگہ حدیث کے نقل کرنے والوں کی برائیاں اور غیبتیں ہیں۔"

حدیث کا ایک فن ہے "جرح وتعدیل" کے نام سے۔ اس فن میں حدیث کے نقل کرنے والے "راویوں" کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔ چناں چہ ان میں بعض کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں جھوٹا ہے، فلاں جھوٹی حدیثیں گھڑتا ہے یا اپنی طرف سے سناتا ہے وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ یہ بحث اور اس طرح کی باتیں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے بہت ضروری ہیں لیکن اس کے باوجود حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کو یہ جواب نہیں دیا بل کہ یہ فرمایا: "بھائی! وہ تو ہم نے لوگوں کی باتیں نقل کی ہیں... میں نے خود کسی کے اوپر جھوٹا ہونے کا حکم نہیں لگایا بل کہ دوسرے محدّثین کے اقوال نقل کیے ہیں۔"

یہاں غور طلب امر یہ ہے کہ انہوں نے اتنی بڑی بات کہہ دی کہ: "مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ مجھے قیامت کے روز..." یہ بات وہی شخص کہہ سکتا ہے کہ جسے آخرت کا اور اللہ کے حضور کھڑے ہونے کا بہت زبردست استحضار ہو کہ مجھے ایک دن اللہ کے آگے کھڑا ہونا ہے جہاں حقوق کے بارے میں سوال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ استحضار نصیب فرمائے اور اپنے مسلمان بھائیوں کی غیبت سے بچائے۔ آمین!

محمد بن منصور کہتے ہیں: "ہم ایک دفعہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں تھے (مسجد میں) ان کی داڑھی میں ایک تنکا تھا۔ کسی شخص نے وہ تنکا ان کی داڑھی سے نکال کر زمین پر پھینک دیا۔ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ رہا تھا، وہ کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے، کبھی تنکے کی طرف۔ انہوں نے جب دیکھا کہ لوگوں کی توجہ ان سے ہٹ گئی ہے تو فوراً وہ تنکا اٹھا کر اپنی آستین میں چھپا لیا۔ جب مسجد سے نکلنے لگے تو میں نے دیکھا کہ انہوں نے وہ تنکا اپنی آستین سے نکال کر پھینک دیا۔ گویا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ اچھا نہیں لگا کہ جس چیز کو داڑھی سے نکال کر پھینک دیا جائے، اسے مسجد میں کیسے چھوڑ دیا جائے۔"

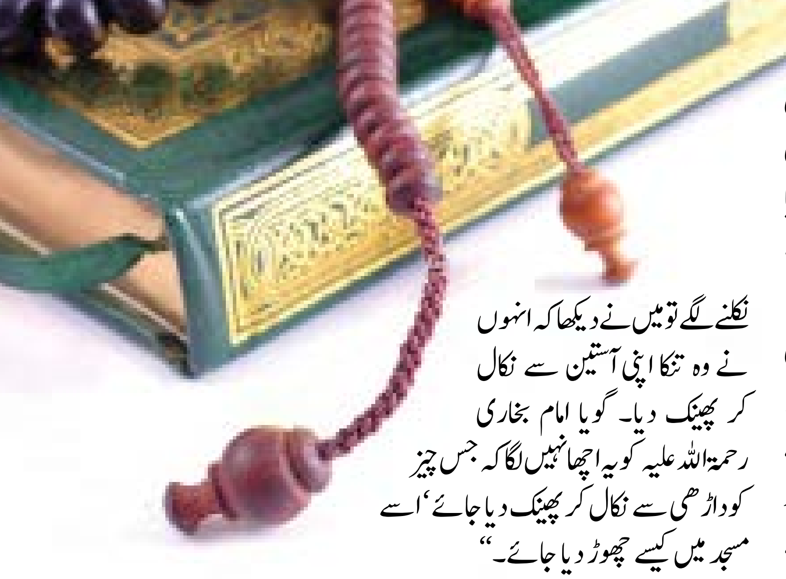

درحقیقت یہی وہ چھوٹے چھوٹے آداب ہیں جن کو ہم نظر انداز کرجاتے ہیں اور انہی آداب کی وجہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے امام بنے کہ جو اللہ کے گھر کو چمکائے گا تو کیا اللہ تعالیٰ اس کے نام کو نہیں چمکائیں گے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان مبارک ہستیوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین!

بقیہ: جنت میں باورچی خانے نہیں ہوں گے

اسی بات کو ایک اور خوب صورت پیرائے میں یوں بیان کیا کہ "بیویوں کو ہم خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے، اپنے شوہروں کی عاشق، اور عمر میں ان کے برابر!" (الواقعہ: 36-37) اور ایک جگہ فرمایا کہ "وہ اور ان کی بیویاں گھنے سایوں میں تختوں پر گاؤ تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے (یٰس)۔ قرآن پاک میں اکثر مقامات پر متقین کا ذکر نہ صرف ان کی ازواج (بیویوں) کے ساتھ آیا ہے بل کہ بعض جگہوں پر نوخیز ہم عمر لڑکیوں کا ذکر بھی ساتھ کیا گیا ہے (نباء: 33) مفسرین کہتے ہیں کہ ان تمام مقامات پر خواتین سے اللہ تعالیٰ کی مراد حوروں کے علاوہ یہی دنیاوی پاک صفت بیویاں ہیں۔ اچھا پھر دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ خواتین اگر وہاں اپنے جنتی شوہروں کے ساتھ عیش کررہی ہوں گی تو ان کی مزید دل جوئی کی خاطر اللہ تعالیٰ ان کے مردوں کو بھی ایک نئی جوانی اور خوب صورت شکل دے دے گا۔

معلوم رہنا چاہیے کہ مرد وخواتین کی یہ رعنائی وکشش، شباب وتوانائی کم ہونے کے بجائے روز بروز فزوں سے فزوں تر ہوں گے کیوں کہ جنت کا خوشگوار ماحول، غم ومصائب کی عدم موجودگی، اور جنت کی مشک بار ہوائیں وغیرہ ان دونوں کے حسن وشباب کو نکھار پر نکھار دے رہی ہوں گی۔ ترمذی شریف کی ایک معروف حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک جمعہ بازار ہوگا جس کی سیر کرکے جنتی مرد شاداں وفرحاں اپنے محلات کی طرف واپس لوٹیں گے تو اُن کی بیویاں مرحبا اور خوش آمدید کہتے ہوئے حیرانی سے ان سے کہیں گی کہ تمہارے اندر تو وہاں جاکر مزید حسن ونکھار پیدا ہوگیا ہے! اور جواب میں ان کے شوہر حضرات بھی ہنستے مسکراتے ہوئے یہی کہیں گے کہ 'ہاں تمہارے اندر کی جوانی ورعنائی بھی تو ہمیں اس وقت بہت بڑھتی چڑھتی ہوئی سی محسوس ہورہی ہے۔ (مفہوم)

تو اے دنیا کی نیک، صالح، اور عفت مآب خواتین! یہ دنیا کی اس خدمت گزاری سے نہ غمزدہ ہوں اور نہ گھبرائیں کہ وہ وقت دور نہیں، جب خالقِ کائنات کی جانب سے جنت میں آپ کے ساتھ ایک بالکل منفرد وشاہانہ سلوک کیا جائے گا۔ یاد رکھیے کہ وہاں: آپ کے لیے مزید کوئی باورچی خانہ نہیں ہوگا اور آپ کے درجات حورانِ جنت سے بھی ارفع واعلیٰ قرار پائیں گے۔ پس اے خواتین وحضرات! دوڑیں اپنے رب کی اُس جنت کی طرف جس کی نعمتوں کے بارے میں نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کبھی کسی کان نے سنا اور نہ کسی ذہن نے تصور کیا اور جو تیار ہی کی گئی ہے مومنین ومتقین کے لیے۔ وہ جو اللہ کے خوف سے ہمہ وقت لرزاں وترساں رہتے ہیں!

ٹرینیڈاڈ کا تعارف

ٹرینیڈاڈ ویسٹ انڈیز کے ملکوں میں سے دوسرا بڑا ملک ہے' جو دو جزیروں پر مشتمل ہے' ایک کا نام ٹرینیڈاڈ اور دوسرے کا ٹوبیگو ہے' اسی لیے ملک کا پورا نام ٹرینیڈاڈ اینڈ ٹوبیگو ہے۔ 1820ء میں جب رسمی غلامی کا خاتمہ ہوا تو برطانوی حکومت نے یہاں ہندوستان سے بہت سے لوگ درآمد کیے جو یہاں محنت کے کام کر سکیں' اس طرح یہاں ہندوستانی ہندوؤں اور مسلمانوں کی آبادی شروع ہوئی۔ یہاں ہندوستانی اصلیت رکھنے والے آبادی کا اکتالیس فی صد حصہ ہیں۔ اس وقت ملک کی کل آبادی 11 لاکھ ہے' جس میں ایک لاکھ پینتیس ہزار مسلمان شامل ہیں اور اس چھوٹے سے ملک میں ماشاء اللہ ایک سو بتیس مسجدیں ہیں اور اچھی خاصی آباد رہتی ہیں۔

اذان اور وزیرِ مملکت کا ایمان قبول کرنا

اس ملک کی ایک وزیر مملکت مادام فاطمہ بھی نو مسلم تھیں اور اپنے اسلام لانے کا عجیب واقعہ انہوں نے اپنے ایک انٹرویو میں بتایا جو قاہرہ کے رسالے منبر الاسلام میں شائع ہوا تھا۔ ان کا اصل نام مک ڈیوڈسن (MicDavidson) تھا' مگر اسلام لانے کے بعد انہوں نے اپنا نام فاطمہ رکھا تھا۔ وہ کہتی ہیں کہ اگرچہ میں ایک عیسائی خاندان میں پیدا ہوئی اور 9 مارچ 1950ء کو میرے گھر والوں نے مجھے راہبہ کے طور پر ایک عیسائی خانقاہ میں داخل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس دن جب میں صبح کو نیند سے بیدار ہوئی تو میں نے اپنے کانوں میں ''اللہ اکبر'' کی آواز گونجتی ہوئی سنی۔ اس آواز نے میرے پورے وجود میں لرزہ طاری کر دیا۔ مجھے اس وقت اس آواز کی حقیقت معلوم نہیں تھی' لیکن میں نے اس کے بعد عیسائی خانقاہ میں داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد کئی سال میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی طلب میں گزارے' یہاں تک کہ مجھے قرآن کریم کے ترجمے کا ایک نسخہ مل گیا اور میرے دل نے گواہی دی کہ یہ برحق ہے۔ اسی دوران میری ملاقات پاکستان کے ایک عالم مولانا صدیق صاحب اور ہندوستان کے ایک عالم شیخ انصاری سے ہوئی۔ ان سے میں نے اپنے موجودہ عقائد کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ان عقیدوں کی وجہ سے بفضلہ تعالیٰ تم مسلمان ہو۔ اگرچہ میں نے باقاعدہ اسلام قبول کرنے کا اعلان 1975ء میں کیا' لیکن درحقیقت میں دل سے اسی وقت مسلمان ہو چکی تھی

اذان اور وزیرِ مملکت کا اسلام قبول کرنا

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم

جب اللہ اکبر کی آواز میرے کانوں میں گونجی تھی اور قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے کے بعد میرا دل ایمان کی نعمت سے لبریز ہو چکا تھا' اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت کا سکہ بیٹھ چکا تھا۔ پہلے ٹرینیڈاڈ کے لوگ یہی سمجھتے تھے کہ اسلام ہندوستانیوں کے مذہب کا نام ہے' لیکن میرے اسلام لانے کے بعد ٹرینیڈاڈ کی دوسری قوموں بالخصوص افریقی نسل کے لوگوں نے بھی اسلام قبول کیا۔ یہاں تک کہ آبادی میں مسلمانوں کا اوسط تیرہ فیصد تک پہنچ گیا۔

ٹرینیڈاڈ میں نومسلمز

اسلام قبول کرنے کا اوسط بھی ٹرینیڈاڈ میں قابلِ ذکر ہے۔ خود میرے میزبان جناب شیراز صاحب نو مسلم ہیں' اُن کے والد ہندو تھے' لیکن والدہ کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی توفیق دی اور انہی کے زیرِ سایہ یہ بھی مسلمان ہوئے اور ملک کی دینی سرگرمیوں میں اُن کا بڑا حصہ رہتا ہے۔ شیراز صاحب نے بتایا کہ اب بھی لوگوں کے اسلام قبول کرنے کا سلسلہ جاری ہے اور ہر اسلامی سینٹر اور مسجد میں وقفے وقفے سے غیر مسلموں کی اچھی خاصی تعداد مشرف بہ اسلام ہوتی ہے۔

Arabian
16

اسلام اور تجارت

غلام عباس

کوئی تاجر جب تجارت کرتا ہے تو اس کی اس تجارت سے بیک وقت بہت سارے لوگ مستفید ہو رہے ہوتے ہیں اور ایک طرح سے انسانیت کی خدمت بھی ہو رہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کو دنیا کے مختلف حصوں اور خطوں میں بانٹ رکھا ہے' چنانچہ تجارت کے ذریعہ ہر جگہ کے لوگ ایک دوسرے کی پیداوار اور معدنیاتی اشیاء سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔ تجارت کی صورت میں سرمایہ بہت سارے لوگوں کے درمیان گردش کرتا رہتا ہے اور کسی ایک جگہ منجمد نہیں ہوتا۔ مالداروں میں دولت کے گردش کرنے کی وجہ سے معاشرے اور دنیائے معیشت میں بڑا تفاوت پیدا ہو جاتا ہے۔ معاشرے کا ایک مخصوص طبقہ تو ترقی کی منازل طے کر کے دولت وثروت کے انبار اکٹھے کرلیتا ہے لیکن دوسری جانب ایک ایسی قوم وجود میں آتی ہے جو مفلسی اور غربت کے شکنجوں میں بری طرح دھنسی ہوئی ہوتی ہے۔ ضروریاتِ زندگی ان سے کوسوں دور ہوتی ہیں۔ تجارت کے ذریعے اس طبقاتی کش مکش کو بہت حد تک قابو کیا جاسکتا ہے۔ بلاشبہ تجارت کے بہت سارے فوائد ہیں۔ اسی وجہ سے ماہرینِ معاشیات نے تجارت پر کافی زور دیا ہے اور تجارت کے فروغ کے لیے دنیا میں بڑے بڑے عالمی ادارے بھی قائم کیے گئے ہیں۔ تجارت کی وجہ سے ملک میں پیداوار کی شرح بھی بڑھ جاتی ہے۔ ذخیرہ حدیث بھی تجارت کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے چنانچہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے رزق کے دس حصوں میں سے نو حصے تجارت میں رکھے گئے ہیں۔

تجارت ایک کافر بھی کرتا ہے اور تجارت ایک مسلمان بھی کرتا ہے لیکن ایک مسلمان کی تجارت انہی خطوط پر ہوتی ہے جو اسلام نے اس سلسلے میں بیان کیے ہیں۔ ایک مسلمان تاجر کے پیش نظر محض دنیاوی فوائد کا حصول نہیں ہوتا بلکہ اس کا مقصد حیات خدائے لم یزل کی رضا کا حصول ہوتا ہے۔ ذیل میں تجارت کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کا خلاصہ پیش کیا جائے گا کہ اگر ایک مسلمان تاجر ان تعلیمات پر عمل کرے تو وہ تجارت اسلامی تجارت کا نمونہ ہو گی۔

راست بازی

ایک مسلمان ہمیشہ راست گو ہوتا ہے وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور تجارتی معاملات میں تو ہرگز جھوٹ کا سہارا نہیں لینا چاہیے۔ حدیث میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”سچا تاجر (یعنی تاجروں میں سے سچائی کا راستہ اختیار کرنے والا) سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گا۔“ (کنزالعمال) سچائی اور راست گوئی کا راستہ اختیار کرنے میں تاجر کا کاروباری نفع بھی ہے۔ مارکیٹ میں اس کی ایک ساکھ بنتی ہے اور لوگوں کا رجحان بھی اس کی طرف زیادہ ہو جاتا ہے۔ مغرب نے بزنس کی دنیا کے لیے جو اخلاقی اصول وضع کیے ہیں۔ اس میں انہوں نے ایمان داری اور سچائی کو بہت نمایاں مقام دیا ہے۔ وہ کسٹمر کو جو معیار بتاتے ہیں' چیز بھی اسی معیار کی ہوتی ہے۔ ان کی کامیابی کی وجوہات میں سے ایک وجہ سچائی کو اختیار کرنا بھی ہے۔ چناں چہ اگر اس وصف (Quality) کو اختیار کرنے میں جن مارکیٹوں میں تساہل برتا جارہا ہے تو اس کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے اور تاجر برادری کو مل کر اس کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔ مارکیٹ کے ماحول میں تبدیلی لانے کے لیے تاجر تنظیموں کے نمائندگان کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہیے' تاکہ عالمی سطح پر اسلامی تجارت کو بطور نمونہ پیش کیا جاسکے۔

ملاوٹ اور دھوکہ دہی سے پرہیز

ملاوٹ اور دھوکہ دہی پر مبنی تجارت کی اسلام نے حوصلہ شکنی کی ہے۔ قرآن میں پوری ایک سورت نازل ہوئی ہے' جس میں ناپ تول میں دھوکہ کرنے پر ہلاکت کی وعید سنائی گئی ہے۔ آجکل ہمارے ہاں ملاوٹ اور دھوکہ دہی کا تصور بہت عام ہے مصالحہ جات میں رنگ ڈالنا اور پھلوں کی پیٹیوں میں نیچے گندے اور خراب پھلوں کو رکھ کر اوپر صحیح پھل رکھ دیئے جاتے ہیں۔ یاد رکھیں یہ دھوکہ ہے جس کے متعلق قیامت کے دن پوچھ ہو گی۔

حرام اشیاء کی تجارت نہ کریں

ایک مسلمان تاجر ان اشیاء کی تجارت سے کوسوں دور بھاگتا ہے کہ جس کی اسلام نے حرمت بیان کی ہے' چنانچہ شراب' سود اور جوے پر مبنی کاروبار سے ایک مسلمان تاجر کا کوئی تعلق نہیں ہو گا' اسی طرح فلم بینی اور شوبز کا کاروبار بھی ایک مسلمان تاجر کے شایان شان نہیں ہے۔ صرف انہی چیزوں کی تجارت درست ہے جو اسلام نے حلال قرار دی ہیں۔

غیر شرعی اشتہار سازی

خریدار تک پروڈکٹ کی تفصیلات زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کرنے سے اگر خریدار متاثر ہو گیا اور آپ نے چرب زبانی یا کسی بھی طریقہ سے کسٹمر کو اپنے دام میں پھنسا لیا' اس نے وہ چیز خرید لی اور پھر وہ چیز اس کے مطلوبہ معیار پر نہ ہوئی تو یہ خریدار کو دھوکہ دینے کے مترادف ہو گا اور دھوکہ شرعاً حرام ہے' غیر ضروری تشہیر سے عوام الناس کو مہنگائی کے بوجھ میں لاد دیا جاتا ہے۔ اشتہارات کی تیاری میں کروڑوں روپے جھونکے جاتے ہیں اور ظاہر ہے کمپنی یہ سارے اخراجات اپنی جیب سے تو نہیں کرتی بلکہ یہ رقم پروڈکٹ کی قیمت (Cost) میں شامل کر کے کسٹمرز سے وصول کرتی ہے۔ اس طرح ایک سستی چیز انتہائی مہنگے داموں میں مارکیٹ میں فروخت ہو رہی ہوتی ہے۔

عیب دار چیزوں کو بیچنا

پروڈکشن کے دوران بہت سی پروڈکٹس کسی نہ کسی عیب سے متاثر ہو جاتی ہیں' اس عیب کو چھپانے کے بجائے کسٹمر کو بتا کر بیچنا چاہیے کیونکہ عیب دار چیز کے عیب کو چھپا کر بیچنا دھوکہ دہی شمار ہو گا۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنا سامان (پروڈکٹ) کسی کو اس حال میں بیچے کہ اس کو معلوم ہو کہ اس میں خرابی ہے مگر یہ کہ اسے خریدار کو بتادے۔ (صحیح مسلم)

تجارت کے ضروری احکامات کی جانکاری

تجارت کرنے سے پہلے تجارت کے ضروری مسائل کی جانکاری ایک مسلمان تاجر کا ایک اخلاقی فریضہ ہے۔ اس بات کا خصوصی خیال رکھنا چاہیے کہ آپ جو کاروبار کر رہے ہیں وہ شریعہ کمپلائنٹ ہو' ہاں البتہ مشکل مسائل کے لیے دارالافتاء کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔ جس طرح پروفیشنلز کو لیا جاتا ہے جو آپ کے ادارے میں اپنی فنی صلاحیتوں سے آپ کے کاروبار کو عروج کی منازل دکھاتے ہیں' اسی طرح اداروں میں ایک شریعہ ڈیپارٹمنٹ بھی ہونا چاہیے جو علماء کی نگرانی میں کام کرے' تاکہ ہماری تجارت اسلامی اصولوں کی روشنی میں ہو۔

سود سے پاک تجارت

ایسی تجارت نہ ہو جس میں سود کی آمیزش ہو بلکہ سود سے پاک تجارت ہو۔ تجارت کے لیے اگر قرض کی ضرورت ہو تو سودی بنیادوں پر نہ لیا جائے بلکہ اسلامک فنانشل انسٹی ٹیوٹ سے اسلامی بنیادوں پر فنانس کی ضرورت پوری کی جائے' کیونکہ سود کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ اگر دیگر مذاہب کا مطالعہ کریں تو ان میں تجارت کی اجازت نہیں ملتی لیکن اسلام دین فطرت ہے' رسولِ خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تجارت کی اور چاروں خلیفہ راشدین نے بھی تجارت کی۔ تجارت کے لئے آپ نے شام تک کا سفر کیا' اسی پیغمبر اسلام نے مسلمانوں کی معیشت کے لئے مدینہ میں تجارت اور مارکیٹ کی بنیاد رکھی۔ صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ بھی تجارت سے منسلک رہے ہیں اور ان کی تجارت دین کی دعوت کا ذریعہ بنتی تھی۔ لوگ ان کی تجارت کے انداز سے متاثر ہو کر اسلام کی آغوش میں آجاتے تھے۔ مشہور مغربی مصنف سٹین لی پول نے اپنی کتاب ”اسلام اِن چائنا“ میں مسلمان تاجروں کی خوبیوں کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے: ”وہ تجارتی معاملات میں امانت دار تھے اور کبھی خیانت کا ارتکاب نہیں کیا کرتے تھے۔ پھر جب وہ یہاں چین میں منصب قضاء تک پہنچے اور حاکم بنے تو انہوں نے ظلم کیا نہ کبھی طرف داری سے کام لیا۔ وہ عزت والے تھے اور عزت کرتے تھے۔ وہ متعصب نہ تھے بلکہ جہاں تک شریعت اسلامیہ انہیں اجازت دیتی تھی وہ فراخ دل اور عالی نفس تھے۔ وہ چینیوں کے ساتھ یوں مل جل کر رہتے تھے جیسے کہ ایک ہی خاندان کے افراد رہتے ہیں۔“

اگر ہم بھی اپنی تجارت میں اسلامی اقدار کو قائم کریں تو نہ صرف یہ کہ بین الاقوامی سطح پر ہماری تجارت کا معیار اچھا ہو سکتا ہے بلکہ ہماری یہ تجارت اسلامی تعلیمات کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کرے گی۔

ہاتھ کی لکیریں

اسلام اللہ خان

کف دست پر نمایاں یا مبہم آڑی ترچھی الجھی ہوئی لکیریں ہوں یا لوح پیشانی پر ابھرنے والی متوازی شکنوں کے نقوش۔ کیا ان نقوش سے بنے ہوئے جال میں انسان کی قسمت کا حال پوشیدہ ہوتا ہے۔ کیا یہ لکیریں آدمی کی قسمت کا وہ حال جو اس کے مستقبل کا آئینہ دار ہو' بتا سکتی ہیں۔ جی نہیں! جی بالکل نہیں۔ اگر کوئی شخص دست شناسی کی مہارت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ آدمی کب ہوا؟ وہ آدم کے وجود میں آدم کی صفات سے ماورا مخلوق ہو گیا۔ ایک ایسی مخلوق جو غیب دانی کی دعوے دار ہے' اگر وہ بے جان اور بے جان لکیروں کو دیکھ کر ان کی سرگوشیاں سن کر کسی شخص کے مستقبل کا حال بتاتا ہے تو وہ غیب دان ہی کہلائے گا۔ جب کہ غیب دان تو صرف اللہ کی ہی ذات ہے۔ عالم الغیب تو اللہ کی ذات علیم الخبیر ہے۔

تخلیق آدم کے بعد جب فرشتوں نے آدم خاکی پر ہر اعتبار سے اپنی برتری کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اچھا فلاں چیزوں کے نام بتادو۔" تو انہوں نے عاجزی کے بعد کہا: رَبَّنَا لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا۔ ملائکہ نے اپنی فراست وادراک اور کوتاہ علمی کا برملا اظہار کیا تو اللہ کے ارشاد پر آدم نے اس علم کی بنیاد پر اشیا کے نام گنوادیے جن کا علم "عالم الغیب" نے ان کو دیا تھا۔

اس میں کلام نہیں کہ عالم الغیب تو اللہ کی ذات ہے۔ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تو مجمع الصفات تھی۔ تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اتنا ہی کچھ بتاتے تھے۔ عالم الغیب کی حقیقتوں کے بارے میں جتنا علم رب کریم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرماتا تھا' مثلاً جنت کیسی ہے' جہنم کیسا مقام ہے؟ عالم ارواح' عالم ناسوت' عالم لاہوت' عالم لامکاں' آسمانوں کے اس پار کی دنیا جس کا مشاہدہ ہماری آنکھ نہیں کر سکتی۔ آپ نے علم الیقین' عین الیقین' حق الیقین کے تمام مراحل سے گزر کر جس چیزوں کا مشاہدہ کیا ان کے بارے میں امت کو آگاہ کیا۔ ان چیزوں کے وجود کا علم مہیا ہو جانے کے بعد اب ہم صرف تصور کی آنکھ سے ان مناظر کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ ان عالمین یا جہانوں کا مشاہدہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کروایا گیا یا ان کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آیاتِ قرآنی کے ذریعے معلومات مہیا کی گئیں۔ تو آپ نے یوم الحساب' یوم محشر' عالم آخرت کی بابت جو کچھ اپنی امت اور کفار مکہ کے سامنے بیان فرمایا' وہ سب وہبی علم تھا' اکتسابی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسوں کی شہادت کے متعلق جو انکشاف کیا تھا اس کا علم بھی رب کریم نے جبرائیل امین کے ذریعے آپ کو پہنچادیا تھا۔

انگریزی زبان کے ایک مشہور شاعر الیگزینڈر پوپ نے اپنی ایک نظم میں انسان کی قسمت اور مستقبل کے احوال کی بابت اپنے فلسفیانہ خیالات اور فکر کا اعادہ کرتے ہوئے کہا: "خدا نے ہم سے ہماری تقدیر کی کتاب پوشیدہ رکھی ہے۔ اس مفہوم کی ادائیگی کے لیے اس نے "BLINDNESS OF FUTURE" کی فکر انگیز اصطلاح

> ہمارے معاشرے میں بھی دست شناسی یا ہاتھ کی لکیروں کو دیکھ کر مستقبل کے انکشافات کرنے والوں کا کاروبار عروج پر ہے۔ جو لوگ اپنے بارے میں کچھ نہیں جانتے' دوسروں کے حالات بتانے کے لیے فٹ پاتھوں پر بھی مل جاتے ہیں اور باقاعدہ دفاتر کھول کر اپنا کاروبار کر رہے ہیں۔ اس موضوع پر ایک عمدہ مضمون ماہنامہ فہم دین کے قارئین کے لیے پیشِ خدمت ہے۔ آپ کو کیسا لگا' ایس ایم ایس یا ای میل کے ذریعے اپنی رائے کا اظہار ضرور کیجیے گا۔ (ادارہ)

Perfect

20

استعمال کی ہے۔وہ کہتا ہے :

"NATURE HIDES THE BOOK OF FUTURE FROM ALL CREATURE. HUMAN BEINGS AS WELL AS ANIMALS, CAN NOT PEEP INTO THE FUTURE."

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم صرف اپنے ماضی اور حال سے واقف ہیں۔زندگی میں رونما ہونے والے کچھ واقعات وسانحات' جو اپنی تلخ یا خوشگوار یادوں کے نتائج کے ساتھ گزر گئے' وہ کتاب ماضی کے تاریخی اوراق کا محفوظ سرمایہ بن گئے۔ مستقبل اس کے سامنے تختۂ سیاہ کی مانند ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر ذی روح مخلوق کو وہ دیا جس کو وہ برداشت کرسکتی ہے۔ماضی کو برداشت کرلیا' حال کو برداشت کرتی ہے۔ مستقبل اس کے علم وبصارت کے سامنے عیاں ہوجائے تو وہ جیتے جی مرجائے۔ کون سا ایسا وقت گزرتا ہے جب کوئی نئی روح نوزائیدہ بچے کی صورت میں وجود پذیر نہیں ہوتی یا کسی کے جسد خاکی سے اس کی روح اپنا تعلق توڑ کر عالم برزخ کی طرف پرواز نہیں کرجاتی۔

انسان کو ان حقائق سے واسطہ پڑتا رہتا ہے اور وہ ان حقائق کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے جس طرح ایک بھیڑ نے اپنے اس مربی کا ہاتھ آخر تک خوشی خوشی چاٹتی ہے جو اس کا خون بہانے والا ہوتا ہے اور وہ جو اس کی روح کا تعلق اس کے جسم سے قطع کرنے کے لیے تیز چھرا لیے کھڑا ہوتا ہے۔اس بھیڑ کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس کا مربی اس کا قاتل بننے والا ہے۔کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مستقبل کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔نہ خود اپنے مستقبل کو اور نہ کسی دوسرے کے مستقبل کا حال جان سکتا ہے۔

ایک ڈاکٹر کسی مہلک بیماری میں مبتلا مریض کے معالجے میں اپنی سی کوششیں کرتے کرتے کسی بھی وقت اس کی جاں بر ہونے یا روبہ صحت ہونے کی امید سے مایوس ہوکر اس کے لواحقین کے سامنے اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہہ دیتا ہے کہ اب آپ لوگ دعا کریں۔تو جس مریض کی موت واقع ہونے کا اعلان کرنے کے بعد ڈاکٹر چلا جاتا ہے' وہی مریض چند روز کے بعد ہنستا مسکراتا اپنے لواحقین کے حلقے میں گھر چلا جاتا ہے۔

قرآن وحدیث کے حوالے سے تو یہ طے ہے کہ انسان اپنی تقدیر کے اس دائرے میں ہی تمام عمر متحرک رہتا ہے جو کاتب تقدیر نے اس کے لیے بنادیا ہے۔ اللہ نے ہماری زندگی کو امیدوں اور آشاؤں کا تابع بنادیا ہے۔ اس لیے سیانوں نے کہا ہے کہ "امید پر دنیا قائم ہے۔"اور غالب نے کہا ہے

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پر دم نکلے

انسان فطری طور پر اگر خوشگوار لمحوں کا آرزومند رہتا ہے تو وہ مزاجاً خوگر رنج والم بھی ہے۔ مستقبل کی تاریک وادی سے رنج و غم کے لمحات اچانک ڈور بیل بجائے بغیر دروازہ کھول کر اس کے سامنے آکھڑے ہوتے ہیں اور اسے رنج والم سے معانقہ کرنا پڑتا ہے۔

ایک اور چیز جس کا ہماری زندگی میں بڑا عمل دخل ہے' وہ ہے "امید۔" امید ہماری ساری زندگی اور ہماری ساری تگ وتاز اور جدوجہد کا نچوڑ ہے۔ذرا سوچیے تو اگر روح ابدالآباد جسم کے لیے ہوتی تو وہ اس یکسانیت سے بڑی ناخوش اور غیر مطمئن ہوتی۔ روح کا سکون اس امر میں مضمر ہے کہ ایک دن اسے اپنے اصلی مرکز ومسکن کی طرف مراجعت کرنا ہے۔

اگر انسان کو اس کی پیدائش کے بعد اس کے ہاتھ کی لکیریں یا ستاروں کی چالیں یہ بتادیا کرتیں کہ وہ اس دارِ فانی میں کتنی حیات مستعار لے کر آیا ہے تو اس زندگی سے جدوجہد اور ساری تگ ودو' امید بستگیوں اور آرزومندیوں کا تصور ہی بے معنی ہوجاتا۔اس کے مستقبل کے تکلیف دہ انکشافات ہوتے رہتے اور زندگی بھیانک روپ اختیار کرتی رہتی۔

انسان کو یہ معلوم ہوجاتا کہ اس کی موت کب' کن وجوہات کی بنا پر اور کہاں واقع ہوگی تو اس کی ساری امنگیں سمندر کی جھاگ کی طرح بیٹھ جاتیں۔تابناک مستقبل کے خواب کوئی نہیں دیکھتا۔نہ ہی حصول اقتدار کے لیے سیاسی رسہ کشی کا تماشا لگتا' نہ دولت وامارت اور عزت وشہرت کے حصول میں مسابقت کے جذبے کے ساتھ مطلوبہ اہداف حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کی جاتی۔نہ محمد بن قاسمؒ اور سلطان محمود غزنویؒ کی فتوحات تاریخ کا حصہ بنتیں۔نہ کولمبس اور واسکوڈے گاما اور ابن بطوطہ ہزاروں میل کی مسافتیں طے کرتے۔نہ ہی سکندر اعظم فاتح عالم بننے کی آرزو کرتا۔اگر شدّاد کو معلوم ہوتا کہ اس کی بنائی ہوئی جنت میں داخل ہونے سے پہلے ہی اس کی روح قبض کرلی جائے گی تو وہ جنت نہ بناتا اور نہ ہی اس کی تعمیر کی آرزو کرتا۔نہ ہی سائنسدان اپنی تجربہ گاہوں میں جوہری توانائی اور کیمیائی تجربات میں سر کھپاتے۔نہ دنیا کے عجائبات انسان کے ہاتھوں کی صناعی کے مرہون منت ہوپاتے اور نہ ہی یہ دنیا تمدنی اور تہذیبی ترقیوں کا مرکز بنتی۔نہ بنی نوع انسان کی ہدایت اور اصلاح احوال کی ضرورت پیش آتی اور نہ ہی انبیاء ورسل کو مبعوث کیا جاتا۔کیوں کہ جب ہاتھوں کی لکیریں یا ستاروں کی چالیں سب کچھ بتادیتیں' مستقبل کے سارے مناظر دکھادیتی تو زندگی بڑی ویران ہوجاتی۔

دیکھیے آدمؑ کو علم دینے والے نے یہ بھی فرمایا: **عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ** تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اس امر پر قادر نہیں کہ وہ غیب یا مستقبل کے رموز کو کسی حوالے یا واسطے سے آشکارا کرے اور یہ قدرت ملائکہ کو بھی عطا نہیں کی گئی کیوں کہ انہوں نے اپنی کوتاہ علمی کا اعتراف یہ کہہ کر کیا کہ: **لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا**۔

کہا جاسکتا ہے اور عقلی دلیل دی جاسکتی ہے کہ وہ لوگ ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر حال اور مستقبل کی کچھ باتیں بتاتے ہیں تو ان کی بنیاد بھی وہی علم ہوتا ہے جو انسان کو دیا گیا ہے اور جس کی وجہ سے وہ اشرف المخلوقات کے درجہ پر فائز ہے۔ تو عرض ہے کہ دست شناسی کی مہارت کے دعوے دار جو کچھ بتاتے ہیں لوگوں کی قسمت اور مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کی پردہ کشائی کرتے ہیں تو وہ اپنے قیاس اور نفسیاتی مطالعے کی بنیاد پر تکے لگاتے ہیں جو کبھی تو سچ ثابت ہوتے ہیں تو کبھی غلط۔

سچ اس طرح ثابت ہوجاتے ہیں کہ اللہ کی بارگاہ میں بندوں کی دعائیں اور حاجتیں اور منتیں مرادیں ہر وقت پوری ہوتی رہتی ہیں۔ (بقیہ ص 29 پر)

مسائل
پوچھیں اور سیکھیں

مفتی محمد توحید

مسبوق غلطی سے امام کے ساتھ سلام پھیر لے تو یاد آنے پر کیا کرے؟

سوال: ایک آدمی نماز عشاء کی جماعت میں دوسری رکعت میں شریک ہوا' مگر امام کے سلام پھیرتے وقت اس کو پہلی رکعت چھوٹ جانے کا خیال نہ رہا اور اس نے بھی امام کے ساتھ دونوں طرف سلام پھیر کر نماز ختم کی اور دعا مانگی' اچانک یاد آنے پر وہ کھڑا ہوگیا اور بقیہ نماز مکمل کرلی۔آیا اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب: اگر یہ شخص کسی دوسرے شخص کے بتلائے بغیر از خود یاد آنے پر کھڑا ہوگیا اور بقیہ ایک رکعت پوری کرکے آخر میں سجدہ سہو کرلیا تو اس کی نماز ہوگئی۔اور اگر اس نے سجدہ سہو نہیں کیا یا کسی دوسرے شخص کے یاد دلانے پر کھڑا ہوگیا تو اس کی نماز درست نہیں ہوئی۔اس پر نماز کا لوٹانا واجب ہے۔

محض شک کی وجہ سے سجدہ سہو کرنے کی صورت میں نماز کا حکم

سوال: اگر کوئی شخص محض شک کی بناء پر سجدہ سہو کرے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: اگر سجدہ سہو کے واجب ہونے کا یقین نہ ہو' تو محض شک وشبہ کی وجہ سے سجدہ سہو نہیں کرنا چاہیے۔اور اگر اتفاقاً غلطی سے ایسا کرلیا تو نماز ہوجائے گی' اعادہ کی ضرورت نہیں ہے' البتہ اگر کسی واجب کے چھوٹ جانے کا غالب گمان ہو تو احتیاطاً سجدہ سہو کرلیں۔

نماز میں قیام (کھڑا ہونا) عورت پر بھی فرض ہے

سوال: عورتیں عموماً بیٹھ کر نماز پڑھتی ہیں یا کھڑی ہوکر شروع کرتی ہیں' مگر دوسری رکعت میں بیٹھ جاتی ہیں۔اگر فرض یا واجب کی نمازوں کی ایک رکعت بیٹھ کر پڑھ لی جائے تو نماز ادا ہوئی یا نہیں یا سجدہ سہو سے تلافی ہوگی یا نہیں؟

خودکشی کرنے والے پر نماز جنازہ کا حکم

سوال: اگر کسی مسلمان نے خودکشی کرلی تو اس پر نماز جنازہ' غسل' کفن اور دفن کا کیا حکم ہے؟

جواب: خودکشی کرنا بہت بڑا گناہ ہے' لیکن ایسے شخص کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور تمام امورِ تجہیز وتکفین سنت کے موافق ادا کیے جائیں گے۔

سجدہ میں پاؤں نہ جائیں تو نماز ہوگی یا نہیں؟

سوال: کیا سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھانے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے؟

جواب: واضح رہے کہ نماز میں سجدہ کرنا فرض ہے' اب اگر دونوں پاؤں پورے سجدے میں اٹھے رہیں تو سجدہ ادا نہ ہوا اور جب سجدہ نہ ہوا تو نماز نہیں ہوئی۔اور اگر سجدہ میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھ گئے اور پھر رکھ لئے یا کم از کم کسی پاؤں کا ایک انگوٹھا کسی وقت سجدہ میں زمین پر ٹھہر جائے تو نماز ہوجائے گی۔

جواب: نماز ادا نہیں ہوئی اور سجدہ سہو سے بھی تلافی نہ ہوگی' اس لئے کہ فرض اور واجب' بلکہ سنت موکدہ میں بھی قیام مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے۔ عورتوں کی اس جہالت کا علاج اور ان میں صحیح مسئلہ کی اشاعت مردوں پر فرض ہے' ورنہ نماز صحیح نہ ہونے کے گناہ میں یہ بھی شریک ہوں گے۔

قران کی قسم سے قسم ہوجاتی ہے یانہیں

سوال: قرآن ہاتھ میں اٹھانے سے قسم ہوجاتی ہے یا نہیں؟ اور اس کو توڑنے پر کفّارہ واجب ہے یا نہیں؟ جبکہ قرآن ہاتھ میں اٹھانے کو بعض جگہ قسم ہی سمجھتے ہوں؟

جواب: اگر قرآن مجید ہاتھ میں لے کر یا اس پر ہاتھ رکھ کر کوئی بات کہی' لیکن قسم نہیں کھائی یا یوں کہا کہ اس قرآن کی قسم! تو قسم نہیں ہوئی' البتہ اگر قرآن کی طرف اشارہ کئے بغیر کہا: قرآن کی قسم! یا کلام اللہ کی قسم! یا قرآن کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس میں جو کلام اللہ ہے اس کی قسم! تو قسم ہوجائے گی۔ توڑنے پر کفارہ واجب ہوگا' اس لیے کہ قسم کا دارومدار عرف پر ہوتا ہے اور متاخرین اہلِ فتویٰ نے عرف کی بناء پر قرآن کریم کی قسم کھانے کو قسم شمار کیا ہے۔

لڑکیوں کا فیکٹری میں کام کرنا

سوال: انگلینڈ میں سولہ سال کی عمر کے بعد اسکول کی طرف سے لڑکیوں کو فیکٹری میں کام ملتا ہے' اس میں صرف عورتیں ہی کام کرتی ہیں' مردوں کا عمل دخل بالکل نہیں ہوتا۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: شرعی حدود (یعنی مکمل پردے' نامحرموں کے ساتھ اختلاط سے پرہیز) کی مکمل رعایت کرتے ہوئے عورتوں کا فیکٹری میں کام کرنا جائز ہے۔

ٹی وی، ریڈیو پر آیت سجدہ سننے کا حکم

سوال: ٹی وی یا ریڈیو پر جو تلاوت یا تراویح میں ختم قرآن نشر کیا جاتا ہے اور دکھایا جاتا ہے' اس میں اگر آیت سجدہ تلاوت کی جائے تو کیا اس کے سننے والوں پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا یا نہیں؟ اسی طرح ٹیپ ریکاڈر کا کیا حکم ہے؟

جواب: ٹیپ ریکارڈر سے آیت سجدہ سننے پر سجدہ تلاوت واجب نہیں' اس لئے ٹی وی اور ریڈیو پر اگر ریکارڈ شدہ تلاوت سنائی جارہی ہو تو سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا اور اگر براہ راست قاری کی آواز ہو تو سجدہ تلاوت واجب ہوگا۔

ادھار بیچنے پر زیادہ رقم لینے میں اور سود لینے میں فرق

سوال: اگر کوئی شخص ایک چیز نقد 10 روپے کی اور ادھار 15 روپے کی بیچتا ہے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کس طرح؟ یہ معاملہ تو بالکل سود کی طرح ہے۔ سود میں بھی تو اس طرح ہوتا ہے کہ آپ کسی سے 10 روپے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک مہینے کے بعد 15 روپے دوں گا۔ اس طرح تو یہ مسئلہ بھی سود ہوا کہ ایک چیز کو نقد 10 روپے کا' ادھار 15 روپے کا دیتے ہیں۔ اگر وقت کی وجہ سے دکاندار 5 روپے زیادہ لیتا ہے تو سودی کاروبار کرنے والوں کی بھی یہی دلیل ہے کہ ہم اپنا پیسہ پھنسانے کے عوض اضافی رقم لیتے ہیں؟

جواب: کسی کی ضرورت سے ناجائز فائدہ اٹھانا الگ چیز ہے اور سود الگ چیز ہے۔ جب روپے کے بدلے روپیہ زیادہ لیا جائے گا تو یہ "سود" ہوگا' لیکن چیز کے بدلے میں روپیہ زیادہ بھی لیا جاتا ہے اور کم بھی' زیادہ لینے کو "گراں فروشی" (مہنگے داموں بیچنا) کہتے ہیں' مگر یہ سود نہیں' اسی طرح اگر نقد اور ادھار کی قیمت کا فرق ہو تو یہ بھی سود نہیں۔

ادھار بیچنے پر زیادہ رقم لینے میں اور سود لینے میں فرق

سوال: ایک آدمی کو دوسرے ملک کے ویزہ کی ضرورت ہے' لیکن خود حاصل کرنا دشوار ہے' اب ایک دلّال (Broker) مقررہ فیس سے کئی گناہ زیادہ رقم وصول کرتا ہے اور ویزہ حاصل کر کے اس کے حوالے کرتا ہے تو اس معاملے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ویزہ اس آدمی کا حق بنتا ہو' مگر بغیر رشوت حاصل نہ کر سکتا ہو تو دینے والے کے لئے حرام نہیں' البتہ رشوت لینے والے کے لئے حرام ہے۔ اب جو آدمی درمیان میں کام کر رہا ہے' اس کی اجرت کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ باقاعدہ طور پر بھاگ دوڑ کر کے وقت خرچ کر کے اس کام کو انجام دیتا ہے تو اس کی اجرت جائز ہوگی۔

ویزہ نکلوانے پر رقم وصول کرنے کا حکم

سوال: ایک مسجد ہے جس کے نیچے پہلے دکانیں تعمیر کی گئیں' پھر اوپر چھت پر مسجد کی تعمیر کی گئی ہے۔ آیا ان دکانوں کو کرایہ پر دے کر دکان کے کرایہ کو مسجد کے خرچ میں لاسکتے ہیں یا نہیں؟ اور ان دکانوں میں دنیوی کام کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں ان دکانوں میں دنیوی کام جائز ہے اور ان کا کرایہ مسجد کے خرچہ میں لانا جائز' بلکہ واجب ہے۔ مسجد کی حد کے نیچے دکانیں بعد میں بنانا تو جائز نہیں کہ پہلے مسجد بن گئی پھر اس کے نیچے دکانیں کھود کر بنائی گئیں اور اگر پہلے دکانیں بنادی جائیں پھر ان کے اوپر مسجد بنائی جائے تو جائز ہے۔ بشرطیکہ یہ دکانیں مسجد کے لئے ہوں اور مسجد ہی پر وقف ہوں۔ اس صورت میں یہ دکانیں مسجد کے حکم میں نہ ہوں گی۔

Zaiby

25

باورچی خانہ اور ہماری صحت

الائچی خورد

حکیم شمیم احمد

الائچی

کو یقیناً مشرق کے خوش ذائقہ مسالوں میں سب سے اہم مقام حاصل ہے۔ ہندوستان کے بارانی جنگلات میں اگنے والی الائچی ہزاروں سال سے دنیا بھر میں بھیجی جا رہی ہے۔ اس کے بیج خوشبو سے بھرے ہوتے ہیں۔ یہ خوشبو یوکلپٹس سے خاصی ملتی جلتی ہے، اس کی اصل قدر و قیمت اس کی خوشبو ہی سے وابستہ ہے۔ جسے خوشبو ساز صدیوں سے اس مقصد کے لیے استعمال کرتے چلے آرہے ہیں۔

مشرقی ممالک میں بالخصوص پاک و ہند میں الائچی کا اصل استعمال یہاں کے نمکین اور شیریں کھانوں میں ہوتا ہے۔ میٹھی ڈشوں کی تیاری میں اس کا سفوف شامل کرتے ہیں لیکن سفوف کی صورت میں اس کی مخصوص فرحت بخش خوشبو کم ہو جاتی ہے۔

مشرقِ وسطیٰ میں کافی کے ساتھ اسے شامل کرنے سے کافی کی لذت اور خوشبو میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ نفیس قسم کی روٹیوں اور بیکری کی دیگر اشیا میں بھی اسے شامل کیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لیے یہ شمالی یورپ میں زیادہ استعمال ہوتی ہے۔

چھوٹی الائچی ریاح کو تحلیل کرتی ہے۔ دل اور معدے کو تقویت دیتی ہے۔ پیس کر سونگھنا چھینک لاتا ہے۔ دردِ سر اور مرگی کو فائدہ دیتا ہے۔ اسہال کو روکتی ہے۔ عرقِ گلاب میں جوش دے کر ہمراہ سکنجبین کے پلانا دردِ جگر اور جگر کے سدہ کے لیے مفید ہے۔

چھوٹی الائچی کو زیادہ تر کھانسی اور بد ہضمی کی شکایت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جن افراد کو دودھ ہضم نہ ہوتا ہو یا اس کی وجہ سے بلغم زیادہ بنتا ہو ان کے لیے الائچی کافی مفید ثابت ہوتی ہے۔ الائچی میں دار چینی اور لونگ کی طرح بلغم خارج کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ قے کو روکتی ہے۔ الائچی پیشاب نہ رکنے کی شکایت کا بھی علاج ہے۔ اسی طرح گردے کی دیگر شکایات اور سینے کی تکلیف کے لیے بھی اسے مختلف مرکب دواؤں میں شامل کیا جاتا ہے۔ الائچی کے بیجوں کو طب چین میں شارین کہتے ہیں اور اس طب میں بھی اسے خاص طور پر گردے کے لیے بہت مفید قرار دیا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ اس سے کیفین کے مضر اور نقصان دہ اثرات بھی دور ہو جاتے ہیں۔

حرارت پیدا کرنے کے علاوہ الائچی محرک اور مقوی ہوتی ہے۔ چکر آنے کی تکلیف دور کرتی ہے اور ہاضمے کو بہتر بناتی ہے۔ ہضم کے عمل میں مدد کرتی ہے۔ دودھ کی وجہ سے بلغم بننے سے روکتی ہے۔ یہ پھیپھڑوں اور گردوں کے لیے مفید ہوتی ہے۔ اسے تنہا یا پانی وغیرہ کے ساتھ کھانے سے متلی اور قے رُک جاتی ہے۔ سالنوں اور اچار میں اسے شامل کرنے سے اس کی خوشبو بڑھ جاتی ہے۔ اگر کسی کو مرغن غذا کھانے سے قے اور دست ہو جائیں تو مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کریں۔

ھوالشافی: سونف 5 ماشہ۔ پودینہ تازہ 10 پتیاں۔ زیرہ سفید 5 ماشہ۔ بڑی الائچی 2 عدد اور آلو بخارا خشک 2 عدد۔ تمام چیزوں کو ایک پیالی پانی میں جوش دے کر چھان کر ٹھنڈا کر کے مریض کو تھوڑا تھوڑا پلائیں۔ اس نسخے کے استعمال سے ہاضمہ درست ہوگا اور آہستہ آہستہ دست بھی بند ہو جائیں گے۔ یہ بات اچھی طرح نوٹ کرلیں کہ اگر دستوں کے ساتھ متلی اور کھٹی ڈکاروں کی شکایت ہو تو کبھی دستوں کو روکنے کے لیے قوی اور قابض دوائیں نہ استعمال کروائی جائیں۔ اسی مقصد کے لیے یہ نسخہ تحریر کیا ہے جو سلامتی کے ساتھ طبیعت بحال کردے گا۔

ایک مریض کو رات دو بجے پیٹ میں شدید درد اٹھا اس کے لواحقین نے رات کو دروازے پر دستک دی اور کہا کہ بھائی کی حالت بہت خراب ہے آپ گھر چل کر دیکھ لیں میں نے کہا کہ پوری کیفیت بتائیں تاکہ کچھ ضروری ادویات ساتھ رکھ لی جائیں لیکن وہ مریض کی علامات بتانے سے قاصر تھے۔ اور ان کی بار بار یہی تکرار تھی کہ جلدی چلیں۔ چنانچہ جب میں مریض کو دیکھنے گھر پہنچا تو مریض تکلیف کی شدت کی وجہ سے انتہائی بے چین اور بے قرار تھا اور لواحقین بھی جو اس کے اطراف تھے خاصے پریشان نظر آرہے تھے۔ میں نے سوال کیا کہ مریض نے رات کھانے میں کیا کھایا تھا۔ اہل خانہ نے بتایا کہ باہر سے فرائی کیا ہوا چرغہ کھایا تھا۔ اتفاق سے مئی جون کا مہینہ تھا اس گرمی میں چرغہ کھانے کی وجہ سے مریض کے جگر میں صفرا بڑھ گیا تھا۔ میں نے لواحقین سے کہا کہ اگر ممکن ہو تو ایک گلاس میں برف بھر کر لے آئیں اور ایک عدد لیموں کا رس اس میں نچوڑ لیں۔ غرض دونوں چیزیں میسر آگئیں۔ اور چھوٹی الائچی کے چند دانوں کا سفوف بھی اس میں بُھرک دیا گیا اور مریض کو تاکید کی کہ جیسے جیسے برف پگھلتی جائے ایک ایک چسکی لیتے رہیں۔ ایک دو گھونٹ مریض کے حلق سے اترے ہی تھے کہ تکلیف کی شدت میں کمی آنا شروع ہو گئی۔ اور چند لمحوں بعد مریض کو نیند آنے لگی میں نے یہ تاکید کی کہ اگر صبح مریض کو کھانے کی اشتہا ہو تو صرف ایک پیالی قہوہ بنا کر چند قطرے لیموں کا رس شامل کر کے پلا دیا جائے۔ چنانچہ صبح مریض کی طبیعت اتنی بحال ہو گئی تھی کہ وہ اپنی ڈیوٹی پر چلا گیا۔

ڈپریشن دور کرنے کے لیے چھوٹی الائچی کا استعمال شافی ثابت ہوتا ہے۔ چھوٹی الائچی کے سفوف کو پانی میں ابال کر معمول کے طریقے سے چائے بنائی جائے اس کا استعمال چائے کو ایک خوشگوار خوشبو دیتا ہے۔ چھوٹی الائچی کے ساتھ بنی چائے ڈپریشن میں دوا کا کام دیتی ہے۔

ڈپریشن جدید دور کی ایک عام جذباتی بے قاعدگی ہے۔ اس کی شدت مختلف ہوتی ہے۔ جس میں معمولی افسردگی کے احساس سے لے کر شدید قسم کی مایوسی کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ ڈپریشن ایک ناخوشگوار مرض ہے۔ جس کا علاج کسی جسمانی مرض سے زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ جدید زندگی کی بڑھتی ہوئی پیچیدگیوں اور ان کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بحران اور روز مرہ زندگی کے دباؤ عام طور پر اس مرض کو جنم دیتے ہیں۔ ڈپریشن کی واضح ترین علامات میں سے ایک "احساس زیاں" کا پوری شدت سے اظہار ہے۔ اسی طرح ناقابل توجہ غمگینی بے چارگی کی کیفیت ارد گرد کی دنیا میں دلچسپی کا خاتمہ اور تھکاوٹ سے طاری رہنا، خود کو بے جان محسوس کرنا۔ نیند آنے کی کیفیت بار بار طاری ہوتی ہے۔ کچھ اور علامات میں بھوک نہ لگنا، سر چکرانا، متلی، کھجلی، بے چینی، اشتعال میں آجانا۔ جنسی سرد مہری، قبض، پورے جسم میں درد توجہ مرکوز نہ کر سکنا، جسمانی درجہ حرارت میں کمی، لو بلڈ پریشر، ٹھنڈے پسینے اور کپکپی بھی ہوتی ہے۔

زیادہ دیر تک طاری رہنے والے اضطراب اور تناؤ ذہنی ڈپریشن کا سبب بن سکتے ہیں۔ منشیات کا بے تحاشا استعمال بھی جسمانی نظام میں ایسے نقائص پیدا کر دیتا ہے جس کے نتیجے میں وٹامنز اور معدنی اجزاء جزو بدن نہیں بن سکتے۔ اس کا انجام ڈپریشن کا پیدا ہونا ہے۔ ان تمام کیفیات کو دور کرنے کے لیے چھوٹی الائچی کو دیگر ادویہ کے ساتھ چند ماہ استعمال کرنے سے اعصابی تناؤ دور ہو جاتا ہے۔

روزانہ نہار منہ ایک سیب پابندی سے کھائیں یا سیب کے جوس میں چند دانے الائچی کے شامل کر کے استعمال کریں۔ اگر سیب کے جوس میں عرقِ گلاب خالص اور عرقِ الائچی شامل کر لیا جائے تو یہ زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے۔ بعد غذا جوارش شاہی کا استعمال بھی معدے کی حدت کو کم کر کے ذہنی دباؤ کو کم کر دیتا ہے۔

ڈپریشن اور اعصابی مریضوں کے لیے مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کروائیں۔

ھوالشافی: مغز بادام، چاروں مغز، خشخاش اور چھوٹی الائچی تمام اجزا ہموزن پیس کر دودھ میں شامل کر کے ایک خاص طریقے سے حریرہ تیار کر لیا جائے اور روزانہ اسی سے ناشتہ کیا جائے۔ یہ دماغ کی خشکی کو دور کر کے سکون بخش نیند بھی لائے گا اور دماغ کو قوت بھی دے گا۔

چھوٹی الائچی کو چھلکوں کے ساتھ استعمال کرنا چاہیے۔ اس کے چھلکے معدے کے پرت کو مضبوط کرتے ہیں۔

اکثر بادی غذائیں کھانے سے مسوڑھے متورم ہو جاتے ہیں اور ان سے خون رسنے لگتا ہے اس مرض سے نجات کے لیے آسان نسخہ نوٹ فرمالیں۔

ھوالشافی: آنبہ ہلدی 100 گرام۔ الائچی خورد مع چھلکا 50 گرام۔ برگِ نیم 30 گرام۔ پھٹکری بریاں 10 گرام۔ کافور 1 ماشہ۔ تمام ادویہ کا سفوف تیار کر لیں۔ مسوڑھوں کی جملہ بیماریوں کے لیے یہ منجن نہایت اکسیر ہے۔ اس منجن کو صبح و شب لگا کر پندرہ منٹ بعد گرم پانی سے کلّی کر لیں۔

قسط نمبر 1

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

اہلیہ محمد فیصل

"میں عدنان کے ساتھ اب ایک پل بھی نہیں گزار سکتی۔" ملیحہ نے گویا اپنا فیصلہ صادر کر دیا۔

نجمہ بیگم تاسف سے اپنی بیٹی کو دیکھ رہی تھیں، جس کو بے جا آزادی نے بے حد ضدی اور خودسر بنا دیا تھا، حالاں کہ وہ سیٹھ قمر الدین کو اکثر اس بات سے خبردار بھی کرتیں لیکن سیٹھ صاحب کو اپنی بیٹی پر بے حد اعتبار تھا۔ شادی کے معاملے میں سیٹھ صاحب نے اپنے ہم رتبہ سیٹھ صلاح الدین کے بیٹے عدنان کا انتخاب کیا تھا لیکن عدنان کا مزاج دینی تھا اور اس مزاج کے ساتھ ملیحہ کو ساتھ لے کر چلنا بے حد مشکل تھا۔ سیٹھ قمر الدین نے پہلے پہل تو اس بات کو نظر انداز کیا لیکن جب ملیحہ آئے دن لڑ جھگڑ اور عدنان سے روٹھ کر میکے آنے لگی تو سیٹھ صاحب کو فکر لاحق ہوئی۔

ملیحہ اپنے گلے پر دوپٹہ لٹکانے کی عادی تھی جب کہ عدنان اسے بڑی چادر لینے کا کہتا۔ ملیحہ کو پارٹیز، شاپنگ، میوزک، انٹرنیٹ چیٹنگ وغیرہ سے دلچسپی تھی جبکہ عدنان اعتدال میں رہ کر جائز چیزوں کو اختیار کرنے کا کہتا۔ دوسروں سے چیٹنگ کرنے کے بجائے وہ اس سے کہتا کہ تم مجھے وقت دو، میں تمہیں دوں گا۔ ہم ایک دوسرے کو سمجھیں اور محسوس کریں اور کیوں غیروں کی ذات اور فلسفوں کے چکر میں ایک دوسرے کو نظر انداز کریں؟ مگر ملیحہ کو یہ سب باتیں بے جا پابندیاں محسوس ہوتیں۔ وہ عدنان کو بیک ورڈ، دقیانوس، ملا وغیرہ کہہ کر پکارتی جس پر وہ خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتا۔ وہ تو اپنی بیوی سے مخلص ہو کر اور دیانت داری سے محبت کرنا چاہتا تھا لیکن اس کی بیوی اس کی وفا کو جفا کا نام دے کر اسے شکی اور قابض سمجھتی تھی۔ اس کی دین داری کو اس کا جرم بنا کر اپنے والدین کے سامنے پیش کر کے آخر کار وہ عدنان سے خلع لینے پر اپنے والدین کو راضی کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

عدنان اور اس کے والد سیٹھ صلاح الدین نے ملیحہ کو سمجھانے کی بڑی کوشش کی اور حتیٰ کہ عدنان نے بے قصور ہونے کے باوجود اس سے معافی بھی مانگی اور اس کی منتیں بھی کیں لیکن ملیحہ کو تو اپنی کھوئی ہوئی آزادی مطلوب تھی۔ عدنان تو اسے رب کریم کے فرمان کے مطابق گھر میں قرار پکڑنے کی نصیحت ہی کرتا تھا جس پر اس نے اتنا واویلہ مچایا۔

شک نہ کر میری خشک آنکھوں پر
اشک یوں بھی بہا لیے جاتے ہیں

چند دن تو ملیحہ کو کچھ خلا سا محسوس ہوا لیکن پھر زندگی اپنی ڈگر پر دوڑنے لگی۔ ملیحہ کے کلب، پارٹیز اور شاپنگ کی مصروفیات عروج پر تھیں۔ اس کی چاپلوس سہیلیاں اسے اب بھی "کنواری" اور "بے بی گرل" کہہ کر پکارتی تھیں۔ ان سب کی باتوں اور خوشامدوں کے باعث ملیحہ خود کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کرتی۔ سیٹھ قمر الدین اپنی بیٹی کے چہرے پر خوشی اور مسکراہٹ دیکھ کر مطمئن تھے اور اب ان کو ملیحہ کے خلع والے فیصلے پر ملال نہیں تھا جب کہ چند دن پہلے ان کو اپنے حلقۂ احباب میں بیٹی کے خلع لینے کا ایشو فیس کرنا دوبھر لگ رہا تھا مگر ملیحہ کے اطمینان اور خوشی کو دیکھ کر وہ بھی پُرسکون ہو گئے تھے حالاں کہ نجمہ بیگم بیٹی کے فیصلے پر پہلے بھی خوش نہیں تھیں اور اب بھی ان کو ملیحہ کا اس طرح بے مہار پھرنا سخت ناپسند تھا مگر وہ بے بس تھیں اور سوائے اپنے رب کے کسی اور کو کچھ نہیں کہہ سکتی تھیں اور وہ ہر وقت اپنی بیٹی کی ہدایت کی دعا مانگتی رہتی تھیں۔

عدنان کا اس سانحہ کے بعد اپنے رب سے تعلق مزید جڑ گیا تھا۔ سیٹھ صلاح الدین بھی اپنے بیٹے کو اس حالت میں دیکھ کر تڑپ جاتے اور پھر اپنے انتخاب یعنی ملیحہ کے بارے میں سوچتے جو کہ ان کے بیٹے کے مزاج کے یکسر مختلف تھی لیکن انہوں نے یہ سوچ کر اپنے بیٹے کی شادی ملیحہ سے کر دی کہ شادی کے بعد ہر لڑکی شوہر کے مزاج کے مطابق سمجھوتہ کر لیتی ہے لیکن ان کا خیال غلط ثابت ہوا۔ ملیحہ کی ضدی اور خودسر طبیعت نے پانسہ ہی پلٹ دیا۔ اب وہ اپنے بیٹے کی اداسی اور روئی روئی بے خواب آنکھوں کو دیکھ کر خود بھی کبھی کبھی رو پڑتے۔

"عاصم صاحب! دو دن سے آپ بغیر بتائے غیر حاضر رہے۔ کم از کم اطلاع تو کر دیتے۔ آپ جانتے بھی ہیں کہ میں اپنے ملازمین پر سختی کا قائل نہیں ہوں مگر بغیر اطلاع کے چھٹی کرنے سے آپ کی سیٹ کا کام کتنا متاثر ہوا ہے، چوں کہ آپ کیشئر ہیں اور کیشئر کی سیٹ کتنی اہم ہوتی ہے؟ یہ بھی آپ جانتے ہیں۔" سیٹھ صلاح الدین اپنے کیشئر کو بغیر اطلاع کے دو دن غیر حاضر رہنے پر تنبیہ کر رہے تھے۔

"سیٹھ صاحب! میں اپنی بچی کی وجہ سے پریشان تھا۔ دراصل وہ کئی دنوں سے بخار میں مبتلا ہے جو کہ پچھلے دو دنوں سے شدت اختیار کر گیا تھا۔"

"تو آپ کسی ڈاکٹر کو دکھا دیتے۔ اتنے دن سے معاملے کو بڑھنے کیوں دیا؟" سیٹھ صاحب نے استفسار کیا۔

"دراصل سیٹھ صاحب! میری بیٹی شرعی پردہ کرتی ہے اور ڈاکٹروں کے پاس جانے بل کہ گھر سے باہر نکلنے سے بھی حتی الامکان اجتناب کرتی ہے۔ اس کے شرعی پردہ کی وجہ سے کوئی اچھا رشتہ بھی نہیں مل رہا۔ بس آج آپ کو یہ سب بتا کر اپنا غم ہلکا کر رہا ہوں۔"

عاصم صاحب تو اپنی تئیں اپنا دل ہلکا کر گئے لیکن سیٹھ صاحب کے دماغ کو سوچ کے ایک نئے رخ پر ڈال گئے اور پھر چند ہی لمحوں بعد ان کی آنکھوں کی چمک اور ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری۔ عاصم صاحب، سیٹھ صلاح الدین کی اس کیفیت کو سمجھنے سے قاصر تھے۔ اب سیٹھ صاحب نے عاصم صاحب کو جانے کا اشارہ کیا اور اپنی سوچ کو خود ہی داد دینے لگے اور موبائل پر عدنان کا نمبر ملانے لگے۔

ہوا جب زرد پتوں کو جدا شاخ سے کرتی ہے
ہمیں تم سے بچھڑنے کا موسم یاد آتا ہے

عدنان ذہنی طور پر بہت پریشان تھا۔ وہ ویسے بھی ایک مذہبی ذہن رکھنے والا انسان تھا اور ملیحہ کو جائز طریقے سے اپنا کر اس کے جائز حقوق دینا چاہتا تھا۔ اس کی تمام روک ٹوک بھی شرعی لحاظ سے جائز تھی مگر ملیحہ نے ان باتوں کو بے جا پابندیوں کا نام دے کر طلاق جیسے ناپسندیدہ فعل کو اختیار کر لیا۔

سیل فون کافی دیر سے بج رہا تھا۔ جب مسلسل بجنے لگا تو چار و ناچار عدنان کو ریسیو کرنا ہی پڑا۔

"کہاں ہو بیٹا؟ میں کب سے ٹرائی کر رہا ہوں۔" سیٹھ صاحب نے اپنے بیٹے سے کہا۔

"بس پاپا! یہیں تھا۔" عدنان نے جواب دیا۔

"بیٹا جی! آپ سے ایک ضروری کام ہے، اس لیے فوراً آفس آؤ پھر کہیں چلنا ہے۔"

اپنے پاپا کا کئی دنوں کے بعد شوخ لہجہ سن کر عدنان کچھ حیران سا ہوا۔ اس کا دل چاہا کہ پاپا کو انکار کر دے، کیوں کہ فی الوقت وہ تنہائی چاہتا تھا لیکن وہ ایک فرماں بردار بیٹا تھا اور اپنے والد کے حکم کو ٹالنا اس کے بس کی بات نہیں تھی اس لیے اس نے آفس آنے کی حامی بھر لی۔

"ملیحہ بیٹا! کہاں ہوتی ہو آپ؟ آپ سے تو اب ملاقات ہی نہیں ہو پاتی۔ صبح ناشتے پر بھی آپ نہیں ملتی اب تو۔"

"اوہ پاپا! دراصل آج کلب میں یہ یوتھ ویک منایا جا رہا ہے تو اسی وجہ سے لیٹ نائیٹ ہو جاتی ہے اور پھر اس کی وجہ سے صبح آنکھ بھی دیر سے کھلتی ہے۔" ملیحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بیٹا! آپ کی ماما بتا رہی ہیں کہ آپ کل رات بھی 2 بجے گھر لوٹی تھیں؟"

"پاپا! یہ آپ کے اندر بھی عدنان کی طرح ٹوہ لگانے اور جانچ پڑتال کرنے کی عادت کب سے آ گئی؟ کیا آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے؟"

"نہیں نہیں بیٹا! ایسی بات نہیں ہے لیکن حالات کے پیش نظر کچھ دھڑکا سا لگا رہتا ہے۔ آپ رات 12 بجے تک لوٹ آیا کرو۔"

"OK باس!" ملیحہ نے شوخی سے والد کو جواب دیا اور اپنا شولڈر بیگ اٹھا کر کار پورچ کی طرف بڑھ گئی۔ (جاری ہے)

بقیہ

ہاتھ کی لکیریں

اب اگر کسی کی مراد ایسے وقت میں اس طرح پوری ہو جاتی ہیں کہ کوئی ماہر دست شناس اپنے قیاس اور اندازے سے یہ بتا چکا ہوتا ہے کہ فلاں وقت تک یہ کام نہیں بن پائے گا اور اس کام کے ہو جانے کا حکم بھی اللہ کی بارگاہ سے جاری ہو چکا ہوتا ہے تو اس کام کے ہونے پر اس کا اعزاز اور کریڈٹ دست شناس کے کھاتے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ کسی عامل یا پہنچے ہوئے نام و نہاد بابا کی کرامت سے منسوب کر دیا جاتا ہے۔

رب کائنات تو رحمٰن و رحیم ہے۔ مجیب و مسبّب الاسباب ہے ہی۔ وہ خود اپنے بندوں سے کہتا ہے کہ مجھ سے مانگو، میں تمہاری حاجتیں پوری کروں گا۔ اب اگر کوئی شخص کسی نام نہاد عامل، دو نمبری پیر فقیر، سادھو یا مٹی کے بت کے سامنے کھڑے ہو کر کوئی منت مانگتا ہے اور اس کی مراد پوری ہو جاتی ہے تو اس میں کسی عامل یا بت کی قدرت کا کوئی عمل دخل نہیں۔ یہ تو نظام قدرت کا حصہ ہے۔ اس لیے قارئینِ گرامی! ہمیں لکیروں کا فقیر بن کر اپنا ایمان اور عقیدہ خراب کرنے اور مال و دولت جعلی عاملوں کے پیچھے ضائع کرنے کے بجائے اللہ کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، کہ وہی ہر بگڑی بنانے والا اور ہر مشکل میں کام آنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس فتنہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Nimco

30

”خزیمہ کیا کھارہے ہو؟“ اسد نے ندیدے پن سے پوچھا۔

”HOT DOG ہاٹ ڈاگ۔“ اس کے ندیدے پن کی فطرت کو جانتے ہوئے بھی خزیمہ پورے اطمینان سے بولا کیوں کہ اسے پتا تھا کہ اسد ”ہاٹ ڈاگ“ بالکل بھی نہیں کھاتا۔

”ہاٹ ڈاگ...یعنی گرما گرم کتا؟“ ہونہہ گندا... چھی!!“

اس کے یہ کہتے ہی خزیمہ ابکائیاں لیتے ہوئے واش بیسن کی طرف بھاگا جب کہ اسد کے قہقہے پورے گھر میں گونج رہے تھے۔

”واہ بھئی واہ... کیسا انتقام لیا ہے۔ بے چارہ خوش ہو رہا تھا کہ اب مجھے کھلانا نہیں پڑے گا۔ اب تو خود کو ہی لینے کے دینے پڑ گئے۔“

بجائے اس کے کہ وہ اپنی اس حرکت پر کہ اس نے خزیمہ کو حلال چیزیں کھاتے دیکھ کر کتے جیسے حرام اور نجس جانور سے تشبیہ دے کر کراہت دلائی اور اس کے نتیجے میں اس کو الٹیاں آئیں، شرمندہ ہوتا، نہایت ڈھٹائی سے قہقہے لگا رہا تھا۔

”سب بچے پیپرز نکال لیں! آج ٹیسٹ ہوگا۔“ سائنس کی مس نے کلاس میں داخل ہوتے ہی دھماکہ کر دیا۔

سب بچوں کے اوسان خطا تھے۔ پھر بھی محنتی اور دل لگا کر پڑھنے والے بچے مطمئن تھے کیوں کہ انہوں نے اس دن کے بعد سے جس دن مس نے یہ بات کہی تھی کہ وہ آخر کے 4 اسباق کی تیاری کر لیں۔ کیوں کہ وہ بغیر بتائے کسی بھی دن ٹیسٹ لے لیں گی، انہوں نے تیاری شروع کر دی تھی۔ ایسے میں تبریز میاں جنہوں نے ٹیسٹ کی تیاری خاک بھی نہیں کی تھی، بل کہ صرف شرارتوں سے ہی ان کا دماغ چلتا تھا، انہوں نے اگلی سیٹ پر ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے پیپر نکالنے کی آڑ میں چپکے سے پلاسٹک کی چھپکلی مس کی کرسی کے پائے کے ساتھ ہی رکھ دی تھی۔ چند منٹ ہی گزرے تھے کہ اچانک اس نے مس کی توجہ چھپکلی کی طرف کروانے کے لیے ایک زور دار چیخ ماری۔ اب جو مس نے اپنے اتنے قریب اتنی موٹی تازی چھپکلی دیکھی تو انہوں نے بھی اونچی آواز میں چیخیں مارنی شروع کر دیں۔ بس پھر کیا تھا؟ پوری کلاس نے وہ چیخیں ماریں کہ اسٹاف روم سے ساری ٹیچرز حتیٰ کہ پرنسپل صاحبہ بھی وہیں آگئیں۔ دوسری کلاسوں کے بچے بھی اس منظر سے کیوں محروم رہتے؟ اس لیے وہ بھی دوڑے چلے آئے۔ اب جو پرنسپل صاحبہ کے پوچھنے پر اس سارے مجمع میں سائنس کی مس کو جواب دینے میں شرمندگی اور خفت اٹھانی پڑی اس کے کیا کہنے۔ حقیقت کا پتا چلنے پر جہاں پرنسپل صاحبہ نے خفگی کا اظہار کیا اور آئندہ ڈسپلن قائم کرنے کا کہہ کر چلی گئیں وہیں بچے بھی کھی کھی کرتے رخصت ہو گئے۔ اب کلاس کے بچے تھے اور سائنس کی مس کا غصہ، پورا پیریڈ اس پوچھ تاچھ میں گزر گیا کہ یہ کس کی حرکت تھی؟ مگر نہ تو مجرم کو بولنا تھا اور نہ ہی وہ بولا بل کہ اپنی باری آنے پر وہ نہایت معصوم سی شکل بنا کر بولا: ”مس! ہم تو خود ڈر گئے تھے جبھی تو اتنی زور سے چیخ ماری تھی۔“

اور ادھر مس کلاس سے نکلیں اور ادھر تبریز میاں نے انگلیوں سے وکٹری کا نشان بنایا اور فخریہ مسکرا دیے۔ پھر مس کی آواز کی نقل کرتے ہوئے بولے: ”سرپرائزڈ ٹیسٹ لوں گی... دیکھا! کیسے تم سب کو بچایا۔ چلو اب سب مجھے تھینک یو بولو... اور ہاں خبردار! کسی کی زبان سے غلطی سے بھی میرا نام نکلا تو...!!“ اس نے ہاتھ اٹھا کر دھمکی دی۔

”چلو چلو! میں نے دیکھ لیا۔ سب بڑے سو رہے ہیں۔“ تمیمہ نے پھولی ہوئی سانس سے سب کو اطمینان دلایا۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں وہ سارے بچے اپنی دادی کے ہاں رکنے کے لیے آئے ہوئے تھے۔ جہاں بچوں کے مزے آئے تھے، وہیں بڑوں کی ناک میں ان کی شرارتوں نے دم کیا ہوا تھا۔ لہٰذا وہ ہر وقت کسی نہ کسی بڑے کی نگرانی میں ہی ہوتے تھے۔ بہت دنوں سے وہ ایک شرارت کے لیے کھچڑی پکا رہے تھے مگر ان کو موقع نہیں مل رہا تھا۔ آج سب بڑوں کو سویا دیکھ کر انہوں نے سوچا کہ آج اپنی شرارت کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔ تمیمہ کی اطلاع ملتے ہی زید نے اپنی امی کا برقع کھونٹی پر سے اتارا (بقیہ ص 41 پر)

پتھر سے موم

قسط نمبر 8

اہلیہ احسن احمد شریف

"آئی ایم سوری ممی...! میں آپ کی بات نہیں مان سکتی...!" وفا نے صاف انکار کر دیا۔

"پتا نہیں کہ اب کیا ہو گا...؟" ماریہ کا ذہن ماؤف ہونے لگا۔

محسن احمد مسجد جانے کے لیے گھر سے باہر نکل رہے تھے۔

"پاپا...! آپ کہاں جا رہے ہیں...؟" علی نے سوال کیا۔

"مسجد جا رہا ہوں بیٹے...!" محسن احمد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا...!"

فرطِ مسرت سے محسن احمد، علی کو تکتے ہی رہ گئے اور ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو چھلک اٹھے۔ انہوں نے بے اختیار آگے بڑھ کر علی کو اپنے سینے سے لگایا اور خوب پیار کیا۔

"اللہ تعالیٰ تمہیں استقامت دے علی...!"

آج علی نے محسن احمد کو وہ خوشی دی تھی جس کا کسی کو اندازہ نہیں تھا۔ محسن احمد خود اور ان کے سب گھر والے اب دین کی راہ پر چل پڑے تھے اور اس کے بعد اب انہیں یہ دین آگے سے آگے پھیلانا تھا۔

حسن احمد جیسے ہی گھر میں داخل ہوئے... انہوں نے وفا کو اس کی گاڑی میں بیٹھتے ہوئے دیکھا... اسکن فٹ ٹاپ اور اسکن فٹ جینز میں ملبوس ان کی بیٹی وفا... یہ منظر دیکھتے ہی شرم سے ان کی نظریں خود بخود جھک گئیں... ان کا دل تو چاہا کہ ایک زور دار طمانچہ لگائیں لیکن یہ سب بھی تو خود انہوں نے ہی اسے دلا کر دیا تھا... سو اسے نرمی سے سمجھانے کی ٹھانی۔

"وفا... کہاں جا رہی ہو...؟"

"علینہ کے گھر ڈیڈ...!"

"مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے...!"

"واپس آؤں تو کر لیجیے گا ڈیڈ... علینہ کی ماما نے ٹائم دیا ہے ہوا ہے مجھے اور میں پہلے ہی تھوڑی لیٹ ہو گئی ہوں...!"

"علینہ کی ماما سے کیوں ٹائم لیا ہوا ہے تم نے...؟"

"ٹی وی اسٹیشن جانا تھا ان کے ساتھ...!" وفا نے بڑی دلیری سے جواب دیا۔

"وفا...!" حسن احمد غصے سے دھاڑے۔

"اوہ اللہ...! پھر ان دونوں میں جنگ شروع ہو گئی۔" ماریہ شور سن کر کچن سے باہر آ گئی۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں...؟"

"تمہیں پتا بھی ہے کہ یہ ابھی کہاں جا رہی ہے...؟" حسن احمد نے ماریہ سے سوال کرتے ہوئے کہا۔ ماریہ نے اپنا سر جھکا لیا۔

"اور تمہیں پتا ہے وفا کہ اب اگر تم نے اس گھر سے باہر ایک قدم بھی رکھا تو میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا...؟ ٹانگیں توڑ دوں گا تمہاری میں! اور یہ بات کان کھول کر سن لو کہ جو میں کہتا ہوں... تو اسے پورا بھی کرتا ہوں... سمجھیں...؟"

"اصغر...!" حسن احمد نے چوکیدار کو آواز دی۔

"جی صاحب...!"

"اس لڑکی کے لیے اگر تم نے دروازہ کھولا... تو تمہیں جیل بھجوا دوں گا... سمجھے...؟" حسن احمد نے چوکیدار کو وارننگ دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے صاحب۔" اصغر نے جواب دیا۔

وفا نے ایک غصے بھری نظر حسن احمد پر ڈالی اور اپنے کمرے میں جا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"یہ لڑکی اب ساری حدیں توڑ چکی ہے... اس کا اب ایک ہی علاج ہے...!" حسن احمد غصے کے عالم میں اپنے کمرے میں ٹہل رہے تھے۔

"کیا علاج؟" ماریہ نے فکر مندی سے پوچھا۔

"شادی...!!!"

"شادی؟؟؟ مگر ابھی تو وہ بہت چھوٹی ہے حسن!"

"اتنی بھی چھوٹی نہیں ہے ... 20 سال کی ہے وہ... اور عبداللہ تقریباً 28,29 سال کا ہے... آٹھ، نو سال کا تو فرق ہے... اور اتنا فرق تو ہم میں بھی ہے۔" حسن نے وضاحت کی۔

"عبداللہ...؟ آپ نے لڑکا بھی ڈھونڈ لیا اور مجھے بتایا تک نہیں... یہ عبداللہ وہی ہے ناں... جو آپ کے آفس میں چند ماہ پہلے آیا تھا؟"

"ہاں... وہی ہے...! مگر وہ اچھا خوبرو لڑکا ہے اور سب سے بڑھ کر کہ متقی اور پرہیز گار بھی ہے... وفا کی اس سے شادی کر دوں گا تو وہ خود بخود انسان بن جائے گی۔"

"حسن...! وہ کبھی بھی اس سے شادی پر رضامند نہیں ہو گی...!" ماریہ روہانسی ہو گئی۔

"پھر بھی یہ شادی ضرور ہو گی اور بہت جلد ہو گی... اب یہ لڑکی میری برداشت سے باہر ہو چکی ہے اور مجھے اسے ٹھیک کرنا آتا ہے۔" حسن نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔

حسن کا دوٹوک رویہ دیکھ کر ماریہ نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور صوفے سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔ وہ بے بس تھی اور بلاوجہ دو چکی کے پاٹوں کے درمیان پسی جا رہی تھی۔ نہ وفا نے اس کی سنی تھی اور نہ ہی حسن نے...!

"بھائی...! میں عبداللہ سے وفا کی شادی کرنا چاہتا ہوں...!"

حسن اور محسن دونوں بھائی آفس میں تھے جب حسن نے محسن سے یہ بات کہی۔

"ہم م م... آئیڈیا تو تمہارا زبردست ہے لیکن کیا وفا مانے گی...؟"

"وفا مانے یا نہ مانے...! اسے انسان بنانے کے لیے میں نے عبداللہ کو پسند کیا ہے... اور اب یہ شادی ضرور ہو گی۔"

"آپ عبداللہ سے وفا کے لیے بات کر سکتے ہیں؟"

"ہاں...! میں دیکھتا ہوں مگر حسن... زبردستی کی شادی اچھی نہیں ہوتی۔"

"مگر بھائی! اس کے علاوہ میرے پاس اس لڑکی کا اور کوئی حل بھی تو نہیں ہے... عبداللہ ایک اچھا لڑکا ہے، شاید اس کے ساتھ سے وفا میں تبدیلی آ جائے!" حسن نے امید بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں یہ تو ہے، ٹھیک ہے! کرتا ہوں بات اس سے!" محسن نے حسن کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

محسن نے پہلے تو یہ بات ٹال دینے کا سوچا تھا مگر پھر اسے یہ احساس ہوا کہ شاید یہی وفا کے لیے بہتر ہے... حسن جیسے غضبناک آدمی کے ساتھ وفا کا دین ایمان یقیناً داؤ پر لگ جائے گا... لیکن عبداللہ جیسے نرم مزاج لڑکے کے ساتھ شادی کر کے شروع میں جتنا بھی چیخے چلائے لیکن بعد میں سنبھل ہی جائے گی...!"

"عبداللہ بیٹے...! آپ کا اپنی شادی کا کیا پروگرام ہے؟" محسن احمد نے باتوں باتوں میں عبداللہ سے سوال کر دیا۔

"سر... شادی... کا ارادہ تو ہے مگر کوئی اچھی... نیک سیرت لڑکی ملے گی تو کر لوں گا۔"

"آپ کے والدین ڈھونڈ رہے ہیں کوئی لڑکی؟"

"سر... والدین نہیں ہیں میرے...!"

"کیا... کب سے نہیں ہیں...؟ آپ نے کبھی بتایا ہی نہیں...!"

"سر... آپ نے کبھی پوچھا ہی نہیں... میرے ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی میرے والدین اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے تھے... تایا کے گھر پلا بڑھا ہوں میں...! کبھی کسی نے محبت سے نہیں پالا... جبھی تو شاید ماں سے بھی 70 گنا زیادہ محبت کرنے والے کی معرفت ملی... بہر حال! اب تو میں بالکل اکیلا رہتا ہوں۔"

"بہت افسوس ہوا یہ سن کر...!" محسن احمد واقعی غمگین ہو گئے تھے۔

"سر... یہ اللہ کی مرضی ہے اور میں اللہ کی رضا میں راضی ہوں۔"

"اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت دے بیٹا...!"

پھر کچھ توقف کے بعد محسن احمد نے ہمت کی۔

"عبداللہ...! آپ سے ایک کام تھا مجھے...!"

"کہیے سر...!"

"میرے بھائی حسن احمد کی ایک ہی بیٹی ہے... وفا...! وہ ایک خود سر سی لڑکی ہے اور دین سے کافی دور ہے... حسن احمد جب سے دین میں داخل ہوا ہے... اس نے وفا پر سختیاں کر کر کے اسے اور بھی دین سے باغی کر دیا ہے... اب تو وہ بالکل ہی آپے سے باہر ہو چکی ہے... ٹی وی آرٹسٹ بننا اس کی سب سے بڑی خواہش ہے... اور حسن احمد کی یہ خواہش ہے کہ اس کی شادی تم سے کر دی جائے۔" (جاری ہے۔)

Pervaiz Umar

34

باپ کا بیٹی کے نام خط

موبائل کے فوائد اور نقصانات

محمد دانش

میری سعادتمند بیٹی۔ ہزار ہا دعائیں

بیٹی! اس خط کے ذریعے تمہیں موبائل کے فوائد اور نقصانات کے متعلق آگاہی دے رہا ہوں۔ موجودہ دور میں موبائل کا استعمال ہر شخص کی ضرورت بن گیا ہے۔ اس مصروف زندگی میں جہاں یہ ایک دوسرے سے رابطوں میں آسانی پیدا کر رہا ہے وہاں بچوں کے دماغ کو سنگین نقصانات بھی پہنچا رہا ہے۔ معصوم بچے طبعاً حساس ہوتے ہیں اور نقّال بھی۔ والدین جو کام کرتے ہیں وہ بھی اسی انداز سے کرنا چاہتے ہیں۔ چناں چہ والدین کو چاہیے کہ بچوں کے سامنے موبائل استعمال نہ کریں، یہ ہے تو مشکل لیکن ناممکن نہیں۔

کئی ہسپتالوں میں اونکولوجسٹ ڈیپارٹمنٹ سے سروے رپورٹ شائع ہوئی۔ جس کے مطابق کم عمر بچوں کے برین ٹیومر (دماغی رسولیاں) کے کئی کیسس رجسٹرڈ ہوئے اس کے دو خاص بنیادی اسباب تھے۔

1. وہ بچے جو غفلت کی وجہ سے سر کے بل گرے اور اندرونی چوٹیں آئیں اور بروقت تشخیص نہ ہونے کی وجہ سے دماغ میں ٹیومر بنے۔
2. وہ بچے جنہیں بہلانے کے لیے موبائل ہاتھوں میں دے دیا گیا۔ بچوں کے اعضا کمزور ہوتے ہیں۔ چناں چہ اس کی شعائیں مسلسل پڑنے کی وجہ سے بچے دماغی رسولیوں کا شکار ہوئے اور آپریشن تک نوبت آگئی۔

میں ایک روز ضروری کام سے گھر سے باہر نکلا تو دیکھا کہ پڑوس کا ایک بچہ بُری طرح چیخ وپکار کر رہا ہے اور زمین پر لوٹ پوٹ ہو رہا ہے۔ میں نے پڑوسی سے پوچھا کیا بچے کے کان میں درد ہے یا پیٹ میں کوئی تکلیف ہے جو اتنا بُری طرح آسمان سر پر اُٹھا رکھا ہے۔ پڑوسی نے بتایا کہ انکل یہ بات نہیں ہے بل کہ بچہ موبائل مانگنے کی ضد کر رہا ہے تو میں نے کہا آپ نے اس بچے کو شروع سے یہ چسکا لگایا ہی کیوں جو آج یہ بچہ آپ کے قابو سے باہر ہو رہا ہے۔

موبائل ایجاد کرنے والی کمپنیوں کے موجِد سے جب انٹرویو لیا گیا تو انہوں نے اس بات کا انکشاف کیا کہ اس کا غلط اور بیجا استعمال طلبا کی تعلیم وترقی میں رکاوٹیں ڈال سکتا ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ جب تک ہمارے اپنے بچے بالغ اور سمجھدار نہیں ہوتے اور اچھے بُرے کی تمیز نہیں ہو جاتی انہیں موبائل کے استعمال سے دور رکھا جاتا ہے اور سنِ شعور کو پہنچنے کے بعد بھی انہیں ایک محدود وقت تک موبائل استعمال کرنے کی اجازت دی جاتی ہے اور انہیں اس بات کا احساس دلایا جاتا ہے کہ زندگی میں موبائل کے علاوہ بھی کئی اہم کام اور ذمہ داریاں ہیں۔ جن کو خوش اسلوبی سے انجام دے کر اس معاشرے میں ایک مقام پیدا کیا جا سکتا ہے۔

آج کل ایک سے ایک قیمتی موبائل ایجاد ہو گئے ہیں۔ ان میں ایک چھوٹا سا پُرزا لگا ہوتا ہے جسے میموری کارڈ کہتے ہیں۔ اس میں جتنی چاہیں من پسند اور دلچسپی کی چیزیں ریکارڈ کر لیں۔ ان تفریح طبع کے پروگراموں کو محفوظ کرنے کے بجائے علمائے کرام کے اصلاحی بیانات ریکارڈ کر لیے جاتے تو ان سے ہماری نسل کے ذہن کی آبیاری ہوتی اور دینی علوم میں اضافہ بھی ہوتا۔ ان اکابرین کے بیانات بار بار سُن کر اور ذہن نشین کر کے آپ اچھے مقرر (Orator) بھی بن سکتے ہیں۔ طلبا امتحان کی تیاری کے لیے اپنے ضروری مضامین موبائل میں ریکارڈ کر کے اور بار بار سُن کر ذہن نشین کر کے اچھی پوزیشن بھی لا سکتے ہیں۔

صبح ایک پارک میں چہل قدمی کے لیے اکثر و بیشتر جانا ہوتا تھا۔ وہاں پر ایک بچی اپنے والدین کے ساتھ آیا کرتی تھی اور موبائل پر سورۂ یٰسین اور سورۂ مُلک کی تلاوت سُنتی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا بیٹی! آپ نے ان سورتوں کا انتخاب کیوں کیا ہے۔ اس نے کہا کہ انکل مجھے میرے بزرگوں نے بتایا کہ صبح نمازِ فجر کے بعد سورۂ یٰسین کی تلاوت کرنے کی بڑی فضیلت ہے اور سورۂ مُلک کی رات کو تلاوت آخرت میں ہمارے لیے بخشش کا ذریعہ بنے گی۔ ہمارے نبی اکرم ﷺ رات کو سورۂ مُلک کی تلاوت کیے بغیر نہیں سوتے تھے۔ ایک طرف یہ بچی آخرت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے موبائل کے ذریعے یہ سورتیں یاد کر رہی ہے اور دوسری طرف اکثر نوجوان اپنے دوستوں سے موبائل پر گفتگو کر کے اپنی رات کالی کر رہے ہیں۔ چناں چہ بچے معصوم ہوں یا بالغ ان سے موبائل ہمیشہ دور رکھا جائے۔ کیوں کہ جہاں اس کے بیشمار فوائد ہیں وہاں اس کا بیجا اور غلط استعمال کئی تباہ کاریاں کر رہا ہے۔ ان پر پہلے بھی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور لوگوں کے مشاہدات اور تلخ تجربات سے بھی اس کی تباہ کاریاں ثابت ہو چکی ہیں۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ جس طرح دوائوں کی بوتل پر یہ تحریر کیا جاتا ہے کہ بچوں کی پہنچ سے دور رکھیں وہاں موبائل پر بھی سنجیدگی سے یہ الفاظ تحریر ہونے چاہیے اور اس پر سختی سے عمل کروانا چاہیے، تاکہ ہماری موجودہ نسل ہر لحاظ سے محفوظ رہ سکے۔ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ موبائل کا صحیح اور اعتدال کے ساتھ استعمال کیا جائے تو یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اور اس کا بیجا اور غلط استعمال کیا جائے تو اس کی تباہ کاریاں اور نقصان بہت زیادہ ہیں۔

بیٹی! مجھے تم سے قوی امید ہے کہ تم اپنی بچی کو موبائل کے استعمال سے دور رکھو گی اور جب یہ سنِ شعور کو پہنچ جائے تب بھی اس پر کڑی نظر رکھو گی۔

دعا گو

آپ کے ابو

”ماہا حدیث کے اعراب اور ترجمہ پڑھیں گی۔“ باجی کے کہنے پر ماہا آہستہ آہستہ کو بصورتی کے ساتھ اپنے مخصوص انداز میں حدیث کے اعراب پڑھنے لگی۔

”لَاتَدۡخُلِ الۡمَلَآئِکَۃُبَیۡتاًفِیۡہِ کَلۡبٌ أَوۡتَصَاوِیۡرُ...“

ترجمہ: اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویریں ہوں۔

”ہوں...! شاباش! بیٹھ جائیں۔“

ماہا کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے باجی درس دینے لگیں اور وہ درس نوٹ کرنے لگی۔

”اس حدیث شریف میں شوقیہ طور پر کتا پالنے اور جاندار چیزوں کی تصاویر کو گھر میں رکھنے کی نحوست کو بیان کیا جارہا ہے کہ ان دونوں چیزوں کی وجہ سے گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے جس کی وجہ سے بے برکتی، نااتفاقی، عداوتیں اور طرح طرح کی برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔

موجودہ دور میں شاید ہی کوئی گھر تصاویروں کی وبا سے محفوظ ہو چناں چہ رحمت کے فرشتے بھی گھروں کا احاطہ نہیں کرتے۔ ہمیں اپنے گھروں کو ان وباؤں سے محفوظ رکھنا چاہیے البتہ اگر کسی نے گھر کی حفاظت یا شکار کی غرض سے کتا پالا ہو تو اس کی شریعت میں اجازت ہے۔ نیز وہ تصویریں رکھنے کی بھی اجازت ہے جن کا بنوانا قانونی طور پر ضروری ہو جیسے پاسپورٹ، شناختی کارڈ یا نوٹ وغیرہ پر بنی ہوئی تصویریں۔“

”جو گھروں میں مصیبتیں اور پریشانیاں آتی ہیں تو کیا وہ بھی تصویروں کی وجہ سے آتی ہیں؟“ ماہا نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

”جی...! جب گھروں میں رحمتوں کا نزول ہی نہیں ہوگا تو اس گھر میں پریشانیاں اور مصیبتیں ہی تو آئیں گی۔ اپنے گھروں کو تصویروں سے پاک رکھیں تاکہ رحمتوں اور برکتوں کے فرشتے گھروں میں آئیں اور کوئی پریشانی قریب بھی نہ آئے۔“

”باجی! لیکن آج کل تو ہر چیز میں تصویر ہوتی ہے تو پھر ہم کہاں تک بچیں؟“ ماہا نے اپنی پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

”ہم م م...! یہ بات بھی ٹھیک ہے مگر تصویروں کو کاٹا بھی تو جاسکتا ہے۔ شروع شروع میں یہ کام مشکل لگے گا مگر آہستہ آہستہ گھر میں تصویریں نہ رکھنے کی عادت ہو جائے گی اور پھر مشکل نہیں لگے گا۔“ باجی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”جی باجی...!“ ماہا نے کچھ سوچتے ہوئے قلم بند کر دیا۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ...!“ ماہا گھر میں داخل ہوئی۔ اتوار ہونے کے سبب سب کی چھٹی تھی مگر ماہا کی اتوار کو چھٹی نہیں ہوتی تھی۔ سب شدت سے ماہا کے کھانے پر انتظار کر رہے تھے۔

”وعلیکم السلام! آگئی میری بیٹی...!“ امی نے جواب دیا۔

”امی وہ...!“

جی بیٹا! بولیے۔ آج کیا پڑھا آپ نے؟“ امی نے مسکراتے ہوئے پوچھا کیوں کہ وہ آپ ہی کوئی نہ کوئی اہم بات جو اس نے پڑھی ہوتی، وہ بتاتی تھی۔

امی کی بات سن کر ماہا بھی مسکرانے لگی اور کہنے لگی: ”آج ہم نے پڑھا کہ جب سلام پورا کیا جائے تو اس کا جواب بھی پورا دینا چاہیے۔ میں نے آپ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا ہے تو آپ کو بھی پورا جواب دینا چاہیے۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا چاہیے کیوں کہ قرآن کریم کی ایک آیت کا مفہوم ہے کہ سلام کا جواب یا تو اس جیسا دو یا اس سے بڑھ کر دو۔ وعلیکم السلام کہنے سے واجب تو ادا ہو جاتا ہے لیکن...!“

”اچھا میری جان! یہ تو آپ نے بہت ہی اچھی بات بتائی۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ... اب ٹھیک ہے عالمہ صاحبہ؟“

”جی! اب بالکل ٹھیک ہے۔“ ماہا مسکرانے لگی۔

ماہا کی اپنی والدہ سے بہت اچھی دوستی تھی اور دونوں آپس میں بالکل دوستوں کی طرح رہتی تھیں۔ کھانا کھا لینے کے بعد وہ بیٹھ کر سب کو حدیث کے متعلق بتانے لگی۔

”آج ہم نے حدیث میں تصویروں کے بارے میں پڑھا کہ ان کی وجہ سے گھروں میں نحوست ہوتی ہے اور رحمت کے فرشتے گھروں میں داخل نہیں ہوتے جس کی وجہ سے پریشانیاں اور مصیبتیں آتی ہیں۔“

”ہاں! واقعی یہ بات تو ہے کہ تصویروں کی بہت کثرت ہوگئی ہے۔ ہر طرف تصویریں ہی تصویریں ہیں۔ ہر چھوٹی بڑی چیز پر جانداروں کی تصاویر ہیں جس کی وجہ سے پریشانیاں اور مصیبتیں بھی ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں لیکن آخر بھی کہاں تک ان سے بچ سکتے ہیں؟“ شیراز صاحب نے کچھ سوچتے ہوئے تبصرہ کیا۔

اور ماہا کو بھی یہی سوچ بار بار پریشان کر رہی تھی کہ بچیں تو آخر کہاں سے بچیں لیکن کچھ مشکل بھی تو نہیں ہے بچنا کیوں کہ باجی نے ترکیب بھی تو بتادی ہے بچنے کی کہ تصویروں کو کاٹ دیں۔ شروع شروع میں تو مشکل لگے گا لیکن پھر بعد میں آسان۔ اس سوچ نے ماہا کو مطمئن کر دیا۔

جو آساں سمجھو تو آسانیاں ہیں
جو دشوار سمجھو تو دشواریاں ہیں

اور پھر کیا تھا۔ اب ماہا صاحبہ ہوتی تھیں اور ان کے ہاتھ میں مارکر... گھر میں جو بھی چیز آتی، پہلے ماہا اس پر بنی تصویر پر مارکر پھیرتی اور تصویر بالکل کاٹ دیتی اور پھر ہی وہ چیز گھر میں رہ سکتی تھی۔ جب تک وہ ہر چیز سے تصویریں بالکل نہ ہٹا دیتی، تب تک بالکل چین سے نہ بیٹھتی تھی۔ تصویروں والی چیزیں تو اول وہ بالکل خریدتی ہی نہیں تھی اور اپنے کمرے کو تو اس نے تصویروں سے بالکل پاک کر لیا تھا۔ گھر والے اس کے اس قدر جنون سے کچھ پریشان بھی ہوگئے تھے مگر وہ یہ کہہ کر سب کو خاموش کروادیتی تھی کہ جس گھر میں تصویریں ہوں، اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

اور واقعی اب گھر میں پریشانیوں کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ رحمت و برکت کا نزول گھر میں داخل ہوتے ہی محسوس ہوتا۔ جو بھی ماہا کے گھر میں آتا اسے ایک سکون سا محسوس ہوتا اور درحقیقت یہ سب ماہا کی ہی لگن اور محنت کا نتیجہ تھا۔

انہی کو وہ ملتے ہیں جن کو ہے طلب
وہی ڈھونڈتے ہیں جو ہیں پالنے والے

”باجی! ہم نمازیں تو پڑھتے ہیں مگر یہ ڈر لگا رہتا ہے کہ نہ جانے ہماری نمازیں قبول ہوتی بھی ہیں یا نہیں؟“

”ہوں... آپ کا سوال تو بہت اچھا ہے۔ حاجی امداد اللہ صاحب سے آپ کی طرح ایک بندے نے سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر تم کسی بادشاہ کے دربار میں جاؤ اور اس بادشاہ کو تمہارا آنا پسند نہ ہو تو کیا وہ بادشاہ دوبارہ اپنے دربار میں گھسنے دے گا، لہٰذا جب فجر کے بعد ظہر کی نماز پڑھو تو سمجھو کہ فجر قبول ہوگئی ہے اور جب ظہر کے بعد عصر پڑھوا دے تو سمجھو کہ ظہر قبول ہوگئی ہے۔“

”یعنی اللہ پاک ہماری نمازیں قبول فرما لیتے ہیں؟“

”جی ماہا! جب آپ نے نماز کو اس کی تمام شرائط اور خشوع خضوع کے ساتھ ادا کر دیا ہو تو پھر یہ یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہماری نمازوں کو قبول فرما رہے ہیں۔ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد جناب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین بار اللہ اکبر پڑھتے تھے، پھر تین بار استغفر اللہ پڑھتے۔ اور ایک بیان میں میں نے سنا ہے کہ اللہ اکبر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کی بڑائی بیان کہ جائے کہ اللہ جل شانہ نے ہمیں اتنی بڑی اور عظیم الشان عبادت انجام دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ البتہ اس عظیم الشان عبادت کا حق چوں کہ ہم ادا نہیں کر پائے اس پر استغفار کر کے اللہ کو منالیں... پھر مزید یہ کہ تین بار الحمد للہ کہہ کر اپنے پروردگار کا شکر ادا کریں کہ بے شک تمام تعریفوں کے لائق تنہا وہی ہے۔

”ماشاء اللہ! یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے۔“ ماہا نے اپنے دل میں سوچا۔

”اک بات بتاؤں آپ لوگوں کو؟“ باجی نے ایک نظر سب کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ”جی باجی!“

”طالبعلم کی طلب کے مطابق اللہ پاک استاد کے دل میں جواب القاء فرماتے ہیں۔ جس میں جتنی طلب ہوتی ہے، وہ اتنا ہی آگے بڑھتا ہے۔“ باجی بات مکمل کر کے ماہا کو دیکھنے لگیں جو کسی سوچ میں گم باجی کی باتیں نوٹ کر رہی تھی۔ باجی کو ماہا کی یہی طلب بہت اچھی لگتی تھی۔ جو بات بھی باجی اسے بتاتی تھیں، وہ فوراً اسے اپنی نوٹ بک میں نوٹ کر لیتی تھی اور اس بات کو بہت اہمیت دیتی تھی اور پھر عمل بھی کامل کرتی تھی۔

انہی کو وہ ملتے ہیں جن کو ہے طلب
وہی ڈھونڈتے ہیں جو ہیں پانے والے

(جاری ہے۔)

Golden Foods
38

ایک حرف ایک کہانی

د

دانیال

ایک بہت دلیر لڑکا تھا۔ وہ دوسری کلاس میں پڑھتا تھا اور اپنے دادا' دادی کے ساتھ رہتا تھا۔ ان کا بڑا سا گھر تھا جہاں بہت سارے درخت تھے۔ دانیال دال چاول بہت شوق سے کھاتا تھا۔ ایک دوپہر وہ دادا کے ساتھ دال لینے دکان گیا۔ وہاں اسے دھوبی کا بیٹا دلاور ملا جو اس کے اسکول میں پڑھتا تھا۔ وہ بیمار تھا۔ دانیال اسے گھر لے آیا اور اسے دوائی پلائی۔ دادی اماں نے دلیہ پکایا جو دونوں نے مل کر خوب کھایا۔ دانیال کے پاس دو مرغیاں تھیں جو زمین پر لگا ہوا دھنیا کھاتی تھیں اور روز دو انڈے دیتی تھیں۔ دانیال مرغیوں کو بڑے پیار سے دانہ ڈالتا تھا۔ مرغیاں گھر کے صحن میں دوڑتی پھرتی تھیں۔ دلاور دانیال کے ساتھ کھیلتا رہا۔ جب کھیلتے کھیلتے اس کی ٹانگوں میں درد ہو گیا تو وہ گھر چلا گیا۔ دوسرے دن وہ دودھ پی کر دانیال سے ملنے آیا اور اپنے ساتھ دنبہ بھی لایا۔ یہ ایک چھوٹا سا اور سفید دنبہ تھا۔ دانیال نے اسے بہت پیار کیا۔ دلاور کے ساتھ اسے نہلایا دھلایا اور اسے ساتھ لے کر باغ میں چلا گیا۔ شام ہو گئی اور اچانک دنبہ کہیں کھو گیا۔ دلاور پریشان ہو گیا۔ دانیال نے دانائی سے کام لیا۔ دنبے کی گلے کی گھنٹی اس کی جیب میں تھی جو اس نے اسے نہلاتے ہوئے اپنے پاس رکھ لی تھی۔ اس نے گھنٹی جو بجائی تو دنبہ خود بخود ان کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ دونوں ہنسنے لگے اور اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

دلیر	بہادر
دلیہ	موٹا پسا ہوا غلہ
دانائی	عقل مندی

جمعرات کی رات کو علی کے محلے میں گلی کے تمام لڑکوں نے میچ منعقد کیا۔ چوں کہ گرمیوں کی چھٹیاں تھیں، اس لیے سب کو اپنے اپنے گھروں سے کھیلنے کی اجازت بھی مل گئی تھی۔ احسن نے انصر کو آگاہ کیا کہ تمہارا نام بھی ''گرین ٹیم'' میں شامل ہے۔

''لیکن میں تو جمعرات کو کھیل میں شامل نہیں ہو سکتا۔'' انصر نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

''مگر کیوں...؟'' احسن نے وجہ پوچھی۔

''دراصل میرے پیارے دوست! میں شب جمعہ ہی سے جمعہ کا اہتمام شروع کر دیتا ہوں کہ یہ میرے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کا دن ایسا محبوب تھا گویا کہ عید کا دن ہو۔ اس لیے میرے دوست...! میں کھیل میں لگ کر معمولات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر گھاٹے کا سودا نہیں کر سکتا۔'' علی بھی پیچھے سے آتا ہوا انصر اور احسن کی گفتگو سن چکا تھا۔

علی نے انصر سے کہا: ''یار! جمعہ تو صبح ہوگا، جمعرات کی رات کو تم نے کیا کرنا ہے؟''

علی کا سوال سن کر انصر نے جواب دیا: ''الجمعۃ افضل الیوم''

''صاف کپڑے پہننا، خوشبو نکال کر رکھنا، اپنا خط بنوانا، جمعرات کی عصر کے بعد سے استغفار اور درود شریف کا خاص اور زیادہ اہتمام کرنا۔'' (احیاء العلوم)

ان میں سے چند چیزوں کو امی تیار کر دیتی ہیں لیکن میں اذکار کے علاوہ مغرب کے بعد سورۂ کہف پڑھنے کا بھی اہتمام کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ رات کو جلدی سونے کی کوشش کرتا ہوں کیوں کہ میں شب جمعہ کا اہتمام کرتے ہوئے اخیر رات میں تہجد کے لیے خصوصی اٹھتا ہوں۔ شب جمعہ میں دعائیں خصوصیت کے ساتھ قبول ہوتی ہیں اور ہمارے اعمال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیش کیے جاتے ہیں کہ آپ کے فلاں فلاں امتی نے یہ یہ کام کیے ہیں۔

ویسے بھی جمعہ کے دن غسل کرنا، بال کاٹنا، ناخن تراشنا، مسواک کرنا، عمدہ کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں ہیں۔ (احیاء العلوم)

جمعہ کی نماز کے لیے جتنا جلدی ہو سکے، مسجد جانا سنت ہے کہ اس طرح ثواب بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

نماز جمعہ کے لیے پیدل جانے پر ہر قدم پر ایک سال کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی)

ویسے بھی مسجد جانے کی کئی فضیلتیں ہیں مثلاً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دن کے اول حصہ میں یا آخری حصہ میں مسجد جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے مہمان نوازی کا سامان تیار کرتے ہیں خواہ وہ صبح جائے یا شام کو۔ (بخاری و مسلم)

''انصر... ! سورۂ کہف کب پڑھنی چاہیے اور اس کا کیا فائدہ ہے؟'' علی نے انصر سے سوال کیا۔

''سورۂ کہف جمعرات کو مغرب کے بعد سے جمعہ کے دن مغرب سے پہلے تک پڑھ سکتے ہیں اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کے لیے عرش کے نیچے سے آسمان کے برابر بلند ایک نور ظاہر ہوگا جو قیامت کے اندھیرے میں اس کے کام آئے گا اور اس جمعہ سے لے کر پچھلے جمعہ تک اس سے جتنے بھی گناہ سرزد ہوئے ہیں، وہ سب کے سب معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں کیوں کہ کبیرہ گناہ صرف توبہ سے ہی معاف ہوتے ہیں) (سفر السعادت)

تو دوستو! اس لیے جمعرات کی رات کو میرا تمہارے ساتھ کھیل میں شامل ہونا ممکن نہیں ہے۔''

''یار انصر... ! تم نے شب جمعہ اور جمعہ کی جو فضیلتیں اور سنتیں بتائی ہیں... ان کو سن کر تو اب میرا دل بھی کھیل میں شامل ہونے کو نہیں کر رہا۔'' احسن نے کہا۔

علی بھی چوں کہ انصر کی باتیں سن کر مرعوب ہو گیا تھا اور اب احسن کے بھی کھیل میں شامل ہونے سے انکار پر جمعرات کی شب کھیل کو ملتوی کر کے اتوار کی صبح کا وقت طے کر دیا گیا اور ٹیم کے تمام ساتھیوں کو شب جمعہ اور جمعہ کی فضیلت سے آگاہ کرنے کی نیت کر لی۔ انصر نے اس تمام صورتحال پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

اور حبہ نے اپنی نقلی لمبے لمبے ناخن لا کر دیے جب کہ سب سے اہم اور بنیادی چیز ایک خوفناک شکل کا ماسک تھا جو ارقم نے فراہم کیا۔ اب طے یہ ہوا کہ چوں کہ خباب سب سے بڑا ہے، لٰہذا بھوت اس کو بنایا جائے۔ بھوت صاحب کو مکمل طور پر سجا بنا کر غسل خانے میں کھڑا کیا اور باقی بچے پلان کے مطابق گلی میں بچوں کو گھیرنے لگے۔ جو بھی گلی کا بچہ انہیں ملتا، اسے وہ نہایت اشتیاق سے کہتے: ''تمہیں پتا ہے کہ ہمارے گھر میں ایک بڑی زبردست چیز آئی ہے؟'' وہ بے چارہ سمجھتا کہ شاید کوئی نیا کھلونا ہوگا۔ یہ سمجھ کر جب وہ آتا تو وہ سب مل کر اسے غسل خانے میں دھکیل دیتے۔ کچھ ہی دیر میں بچے کی چیخیں اور بھوت کے خوفناک قہقہے گونجتے پھر اس خوف سے کہ کہیں بچہ بے ہوش نہ ہو جائے، بھوت صاحب ہنس کر اپنا ماسک ہٹاتے اور اس سے کہتے: ''ارے ڈرپوک! تم ڈر گئے۔ میں تو خباب ہوں۔'' پھر سب بچے خوب ہنس کر اس کا مذاق اڑاتے اور وہ بے چارہ بھی بھینی بھینی سی ہنسی ہنس دیتا لیکن برا ہوا کہ ایک کمزور دل بچہ اس ''مذاق'' کو برداشت نہیں کر سکا اور بے ہوش ہو گیا۔ معاملہ جب بڑوں تک پہنچا تو بڑوں کے ہاتھوں مار کھاتے ہوئے بھی وہ یہی بول پائے کہ ہم تو مذاق کر رہے تھے۔

پیارے بچو! ہم سب الحمد للہ مسلمان ہیں۔ ہمارا دین بہت پیارا ہے۔ اس نے ہمیں ہر چیز کے آداب سکھائے ہیں۔ ہنسنا مسکرانا، شغل، تفریح کرنا یا چھوٹی موٹی بے ضرر شرارتیں کرنا ہمارے دین میں منع نہیں ہے اور نہ ہی مذاق کرنا منع ہے لیکن مسلمان کو ایذا دینا یعنی اسے تکلیف پہنچانا بالکل منع یعنی حرام ہے۔ لٰہذا تمام بچوں کو چاہیے کہ وہ کوئی بھی شرارت یا مذاق کرتے ہوئے یہ ضرور سوچیں کہ کہیں اس سے میرے مسلمان بھائی کو تکلیف تو نہیں ہوگی؟ اور اس کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ یہ سوچے کہ اگر یہ شرارت یا مذاق میرے ساتھ ہوتا تو کیا میں خوش ہوتا یا ناراض ہوتا؟

پھر یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ مذاق کرنے اور مذاق اڑانے میں بہت بڑا فرق ہے۔ مذاق کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو مذاق کر رہا ہے، وہ بھی خوش ہو اور جس سے مذاق کر رہا ہے، وہ بھی خوش ہو جبکہ مذاق اڑانے کا مطلب یہ ہے کہ جو کر رہا ہے، وہ تو خوش ہو مگر جس کا مذاق اڑا رہا ہے، وہ برا محسوس کرے اور بالکل خوش نہ ہو بلکہ اپنی بے عزتی محسوس کرے۔ حدیث مبارکہ میں ہے جس کا مفہوم ہے: ''ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر جان، مال، عزت حرام ہے۔''

تو پیارے بچو! اسلام دنیا کا سب سے اعلیٰ اور افضل دین اور مذہب ہے۔ لٰہذا تم بھی ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے اچھے انسان بنو اور اپنے اخلاق کو عمدہ بناؤ۔

لا اِلٰہ الا اللہ

ہر ایک شے سے کھلا لا الٰہ الا اللہ
ہر ایک شے میں چھپا لا الٰہ الا اللہ
زباں نے ذکر کیا لا الٰہ الا اللہ
اثر دلوں پہ ہوا لا الٰہ الا اللہ
پیامِ دوست ملا لا الٰہ الا اللہ
عدو سے بیر ہوا لا الٰہ الا اللہ
اِدھر زباں نے کہا لا الٰہ الا اللہ
اُدھر وہ بارِ خدا لا الٰہ الا اللہ
خرد کو جا کے بتا لا الٰہ الا اللہ
جنوں کا راہنما لا الٰہ الا اللہ
کرے گا فتح عطا لا الٰہ الا اللہ
قدم تو پڑھ کے اٹھا لا الٰہ الا اللہ
ہے رِفعتوں کی بقا لا الٰہ الا اللہ
زمیں پہ حکمِ خدا لا الٰہ الا اللہ
سکھائے علم و عمل، فکر و نظر، صدق و صفا
مٹائے جور و جفا لا الٰہ الا اللہ
ہر اک بلندی و پستی کے فیصلے یاں سے
جہانِ حکم و قضا لا الٰہ الا اللہ
گلوں میں رنگ یہ، شمس و قمر میں نور یہی
چمن میں بادِ صبا لا الٰہ الا اللہ
ترے نصیب میں فتح و ظفر ہے اے ناصرؔ
ہے گر امام ترا لا الٰہ الا اللہ

محمد ناصر علی

الٰہی تو کرم کر دے

گناہوں سے بھری ہے زیست ساری، تو کرم کر دے
میں شرمندہ کروں گریہ وزاری تو کرم کر دے
الٰہی تو کرم کر دے

جھمیلوں سے ہی دنیا کے ہمیں فرصت نہیں ملتی
طبیعت میں بھری ہے دنیا داری تو کرم کر دے
الٰہی تو کرم کر دے

کوئی بھی خوف ہے ہم کو نہ ڈر ہے روز محشر کا
نجانے کیوں ہماری مت ہے ماری تو کرم کر دے
الٰہی تو کرم کر دے

نمازوں میں نہ خشوع ہے اور نہ روزوں میں تقویٰ
عبادت سے چھلکتی ہے بے زاری تو کرم کر دے
الٰہی تو کرم کر دے

کہاں عادت ہمیں برداشت و صبر وقناعت کی
لگی ہے حرص و لالچ کی بیماری تو کرم کر دے
الٰہی تو کرم کر دے

ہے غفلت اس قدر کہ موت کا بھی ڈر نہیں ہم کو
خبر کیا کب کہاں؟ آجائے باری تو کرم کر دے
الٰہی تو کرم کر دے

الٰہی جانتا ہے تو ہی ساری غیب کی باتیں
ختم کب ہوگی دل کی بے قراری تو کرم کر دے
الٰہی تو کرم کر دے

ہمیں مہلت ملے یارب! گناہوں کو مٹانے کی
کہ روز محشر کی ذرا سی ہو تیاری تو کرم کر دے
الٰہی تو کرم کر دے

سدا تیرا کہا مانیں، چلیں تیری رضا پہ ہم
کہ ہوں اعمال نیکیوں سے بھاری تو کرم کر دے
الٰہی تو کرم کر دے

تو ہی رحمان ہے مولا رحیمی ہے صفت تیری
ذرا جوہر پہ بھی اے ذات باری! تو کرم کر دے
الٰہی تو کرم کر دے

جوہر عباد

قرآن ہر درد کا درمان

بتاؤں تمہیں کیا یہ قرآن ہے؟
ہر اِک درد کا یہ ہی درمان ہے

جو رکھتے ہیں دنیا میں عقل و شعور
وہی اس سے پاتے ہیں کیف و سرور

ہے مخزن یہ حکمت کے انوار کا
معجزہ ہے یہ میرے سرکار کا

قیامت تلک اس کا ہے فیض عام
نہیں اس کے جیسا کوئی بھی کلام

ہر اِک پارے پارے میں تنویر ہے
یہ اخلاقِ احمد ﷺ کی تفسیر ہے

پڑھا جس نے اس کو تو پایا ثواب
عمل جو کیا تو ہوا کام یاب

جو قرآن ہم سب کا دستور ہو
تو رحمت کبھی ہم سے نہ دور ہو

جو پڑھتا ہے قرآن کو صبح و شام
تو بنتا ہے اس کا ہر ایک کام

تفرقہ پرستی سے کیوں کام لیں
چلو آؤ قرآن کو تھام لیں

یہ ہے آخری آسمانی کتاب
نہیں ارسلانؔ اس کا کوئی جواب

ارسلان اللہ خان

گلدستہ

ترتیب و پیش کش: راشد حسین قاسم

حمد باری تعالیٰ

آنکھوں سے تو نہاں ہے پروردگار عالم
ہر چیز سے عیاں ہے پروردگار عالم
ہر نیک و بد کا تو ہی روزی رساں ہے یا رب
تو سب کا پاسباں ہے پروردگار عالم
اپنے کرم سے اس کی اصلاح کر دے مولا
بگڑا ہوا جہاں ہے پروردگار عالم
دکھلا دو ہدایت ورنہ ہماری کوشش
اک سعی رائیگاں ہے پروردگار عالم
روز حساب مولا شوکت پہ بھی کرم ہو
تو سب کا سائباں ہے پروردگار عالم

شوہر کی اچھی سوچ

حضرت حکیم الامت تھانوی نے ایک وعظ میں فرمایا:
ایک شخص تھا اس کی بیوی نے اس کے کھانے میں نمک بہت تیز کر دیا۔
اس کو غصہ تو آیا لیکن اس نے سوچا کہ
اگر ہماری لڑکی سے ایسی خطا ہو جاتی تو ہم اپنے داماد سے کس معاملے کی توقع رکھتے؟
یہی کہ وہ معاف کر دے اور اگر وہ تباہی کرتا تو ہم کو رنج ہوتا۔
بس یہ بھی کسی کی بیٹی ہے اور حق تعالیٰ کی بندی ہے اور میں بھی کسی کا داماد ہوں۔ بس معاف کر دیا۔
جب انتقال ہو گیا تو ایک بزرگ نے اس کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ
کیا معاملہ تیرے ساتھ ہوا؟
کہا حق تعالیٰ نے بارہ دو ہماری نالائقیوں کے فرمایا:
تو نے ہماری فلاں بندی پر غصہ ضبط کر کے اس کو سزا نہ دی اور معاف کر دیا
اس کے بدلے میں ہم تجھے سزا دیے بغیر معاف کرتے ہیں۔
(روح کی بیماریاں اور اس کا علاج)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کیفیت

حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے قبیلہ کی بکریوں کا دودھ (ضرورت مندوں کے لیے) دوہ دیا کرتے تھے۔
جب آپ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی تو قبیلہ کی ایک عورت نے کہا:
"اب ہمیں دودھ دوہ کر کون دے گا۔"
حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا:
"نہیں!... خلافت کا منصب میرے کردار و اعمال میں کوئی تغیر نہیں کر سکتا۔"
چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنا کہا پورا کیا اور قبیلہ کے ضرورت مندوں کو خلافت کے زمانہ میں بھی ان کی بکریاں کا دودھ دوہ کر دیتے رہے۔ آپ کے اس معمول میں کوئی فرق نہیں آیا۔

مدینہ میری منزل ہے

شب غم ہو، سویرا ہو، مدینہ میری منزل ہے
چراغاں ہو، اندھیرا ہو، مدینہ میری منزل ہے
وطن مرغوب ہے، شہر نگاراں خوب ہے لیکن
یہاں کیسے بسیرا ہو، مدینہ میری منزل ہے
کوئی عزت کا طالب ہے، کوئی دولت کا عاشق ہے
کسی کو، کوئی سودا ہو، مدینہ میری منزل ہے
نہ موج بحر کا دھڑکا نہ گرد راہ کا کھٹکا
کوئی طوفاں بپا ہو، مدینہ میری منزل ہے
نہیں ممکن کہ اب ذوق و طلب کا قافلہ ٹھہرے
کوئی تشنہ نہ ہو یا ہو، مدینہ میری منزل ہے
بہار گل بھی دنیا میں ہے، بزم عیش بھی ہمدم
تری کوئی تمنا ہو، مدینہ میری منزل ہے
کوئی مجھوں کے مجھ کو کہ رسوائے جہاں واثقؔ
مجھے کیوں ان کی پروا ہو، مدینہ میری منزل ہے

کامیابی کا دروازہ

مایوسی خودکشی ہے اور امید زندگی!
زندہ قوموں کے لیے مایوسی کے اسباب میں امید کا پیغام ہوتا ہے
مصیبتیں ان کو مایوس نہیں کرتیں بلکہ غفلت سے ہوشیار کرتی ہیں
وہ مصائب کے سیلاب کو دیکھ کر گھبراتے اور بھاگتے نہیں
بلکہ اس راہ کو ڈھونڈ کر بند کر دینا چاہتے ہیں
جہاں سے اس نے نکل کر بہنے کی راہ نکالی ہے۔
پس مصیبت و نامرادی ان کے لیے کامیابی کا دروازہ کھول دیتی ہے
وہ جس قدر کھوتے ہیں، اتنا ہی زیادہ پاتے ہیں
اور جس قدر گرتے ہیں اتنا ہی زیادہ مستعدی سے اٹھتے ہیں۔
یہی دنیا جو ان کے لیے کل تک نامرادیوں کی دوزخ تھی
یکایک کامیابیوں کی بہشت بن جاتی ہے۔
(مولانا ابوالکلام آزادؒ)

مولانا آزاد ؒ کا اسلوبِ تحریر

پروفیسر رشید احمد صدیقی مولانا آزادؒ کے متعلق لکھتے ہیں:
مولانا کی تحریر صحافتی نہیں، تصنیفی ہوتی تھی
نظر حکیمانہ، انداز خطیبانہ اور آہنگ طمطراق۔
مولانا کے یہاں انشاء پردازی کے ایک سے زیادہ اسالیب ملتے ہیں۔
"الہلال" میں دعوتِ دار و رسن ہے
"تذکرہ" میں دعوت دید و شنید
"غبار خاطر" میں دعوتِ نوش و نیش
اور "ترجمان القرآن" کا لب و لہجہ علمی اور عالمانہ ہے۔
(پا جا سراغ زندگی، ص: ۳۰)

قبلہ نما

مدرسے کا کام یہ ہے کہ
وہ ایسے باضمیر، باعقیدہ، ایسے باایمان، ایسے باحوصلہ، ایسے باہمت فضلاء تیار کرے
جو اس ضمیر فروشی، اصول فروشی اور اخلاق فروشی کے دور میں روشنی کے مینار کی طرح قائم رہیں
کہ وہ کہیں نہیں جاتا ہے، اپنی جگہ کھڑا رہتا ہے اور راستہ بتاتا ہے
جیسے قبلہ نما کہ آپ کہیں ہوں گے وہ آپ کو قبلہ بتائے گا۔
ہندوستان میں بتائے گا، دوسرے ملک میں بتائے گا۔
پہاڑ پر رکھیں تو بتائے گا، پل پر رکھیں تو بتائے گا۔
عالم کا کام ہے کہ ہر زمانہ میں ہر جگہ قبلہ نما بنا رہے۔
(حضرت علی میاںؒ)

آپ کے اشعار

یورپ کی غلامی پہ رضامند ہوا تو
مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے، یورپ سے نہیں ہے
شاعر: علامہ محمد اقبالؒ

ہر لفظ کو سینوں میں بسالو تو ہے بات
طاقوں میں سجانے کو یہ قرآن نہیں ہے
شاعر: محمد ماجد

شارِ سید کونین پہ مرے ماں باپ
سبق دیا بھی تو کیا لاالہٰ الا اللہ
شاعر: شورش کاشمیری

محشر، سزا، جزا مرا ایمان ہے مگر
سامانِ معرفت بھی مری چشم تر میں ہے
شاعر: محشر بدایونی

ہر دھڑکتے پتھر کو لوگ دل سمجھتے ہیں
عمریں بیت جاتی ہیں دل کو دل بنانے میں
شاعر: بشیر بدر

مطالعہ کرنے کا بہترین طریقہ

والد مرحوم ہمیشہ نصیحت کیا کرتے تھے کہ بلا نوٹ کرنے کے کبھی مطالعہ نہ کرو۔ اگر لکھنے کے لیے کوئی بیاض نہ ہو تو کتاب کے نسخے پر ہی لکھو۔
صفحے میں لکھنے کے لیے گنجائش نہ ہو تو پھر ایک نشان ہی دے دو۔ مگر کوئی نہ کوئی قلم کا عمل ضرور کرو۔ اس طرح کتاب کے تمام مباحث ہمیشہ کے لیے محفوظ رہیں گے۔
(آزاد کی کہانی۔۔ خود ان کی زبانی، ص: ۱۹۷)

junaid.j

47

بیت السلام ویلفیئر ٹرسٹ کی دینی تعلیمی اور رفاہی خدمات کی جائزہ رپورٹ

اخبار السلام

جنوری 2016ء مطابق ربیع الثانی 1437ھ

جامعہ بیت السلام کراچی میں سہ ماہی نتائج کے حوالے سے تقریبِ تقسیم انعامات کا انعقاد، صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان مہمانِ خصوصی

لیبیا کے شیخ الہادی الصادق الانصاری ، یمن کے شیخ عمر عبد الہادی دیان اور پاکستان سے مفتی عبد الجبار صاحب نے طلبہ میں انعامات تقسیم فرمائے

جو عالم باعمل نہیں، وہ عالم کہلانے کا مستحق نہیں: حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم، انعامات اساتذہ کے اعتماد کی شکل ہے، جو اگلی زندگی میں کام آتی ہیں: رئیس الجامعہ حفظہ اللہ

سہ ماہی امتحانات میں جامعہ کی 14 کلاسوں کے 288 طلبہ کی شرکت، 88 طلبہ ممتاز اور 36 انعام یافتہ قرار پائے،

کراچی (نمائندہ خصوصی) جامعہ بیت السلام کراچی میں گزشتہ ماہ تعلیمی سال 37-1436ھ کے سہ ماہی امتحانات کے نتائج کے حوالے سے تقریبِ تقسیمِ انعامات کا انعقاد ہوا۔ جس کے مہمانِ خصوصی وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر اور جامعہ فاروقیہ کراچی کے مہتمم اور شیخ الحدیث جناب مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم تھے۔ اس تقریب میں لیبیا کے آٹھ رکنی وفد نے بھی شرکت کی، جن کی سربراہی جناب شیخ الہادی الصادق الانصاری نے کی، ان لوگوں نے اپنی زندگی دعوتِ دین کے لیے وقف کر رکھی ہے اور دعوت و تبلیغ کے عالمی کام سے منسلک ہیں۔ تقریب میں کام یاب ہونے والے طلبہ کرام میں انعامات تقسیم کیے گئے۔ درسِ نظامی، انگلش لینگویج اور عربی لینگویج میں تقریباً 36 طلبہ کرام نے اول دوم سوم پوزیشن حاصل کی، نیز جامعہ کی سطح پر پہلی پوزیشن 99% نمبر لے کر عربی لینگویج کے طالب علم عبد الرحمان شاہ نے لی۔ کام یاب ہونے والے طلبہ کرام نے اپنے انعامات لیبیا کے شیخ الہادی الصادق الانصاری، مرکز اللغہ العربیہ کے رئیس شیخ عمر عبد الہادی اور جناب مفتی عبد الجبار صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے دست مبارک سے وصول فرمائے۔ تقسیمِ انعامات کے بعد حضرت رئیس الجامعہ حَفِظَہُ اللہ کا روح پرور بیان ہوا، جس میں انہوں نے فرمایا کہ انعامات اساتذہ کے اعتماد کی شکل ہے اور اساتذہ کا اعتماد اور دعائیں اگلی زندگی میں کام آتی ہیں، انہوں نے فرمایا کہ ہر والد کو یہ فکر ہونی چاہیے کہ اللہ کرے کہ میرا بیٹا بھی دین کے لیے قبول ہو جائے۔ آخر میں حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم نے اختتامی کلمات کہے، انہوں نے فرمایا: یقین جانیے جو عالم باعمل نہیں ہوتا، وہ عالم نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ہمیں بہت اہتمام سے سنت والی زندگی گزارنی چاہیے، نئے نئے طریقے جو سنت کے خلاف ہوں، انہیں اختیار کرنے سے بچا جائے، چاہے انہیں پیش کرنے والے شہرت کی کتنی ہی بلندیوں پر پہنچے ہوں، آخر میں حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے دعا کروائی۔

جامعہ بیت السلام کراچی کے تحت مرکز اللغہ العربیہ میں تیونس کے نوجوان عالمِ دین شیخ انور محمد عطافی کا بطورِ استاد کے تقرر

شیخ انور کا عالم کورس رائیونڈ سے، ادبِ عربی اور اصول فقہ میں اسپیشلائزیشن موریطانیہ سے ہے اور تیونس میں دو سال تک تعلیمی ادارہ بھی چلایا ہے

کراچی (نمائندہ خصوصی) جامعہ بیت السلام کراچی نے طلبہ میں عربی کی ماہرانہ صلاحیتیں پیدا کرنے کے لیے مرکز اللغہ العربیہ میں تیونس سے تعلق رکھنے والے ایک نئے استاد کا تقرر کیا ہے۔ شیخ انور محمد عطافی نے درسِ نظامی کی مکمل تعلیم رائیونڈ سے حاصل کی ہے، جب کہ ادبِ عربی اور اصول فقہ میں تخصص موریطانیہ سے مکمل کیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے وطن تیونس میں دو سال تک اپنا ایک تعلیمی ادارہ بھی کام یاب طریقے سے چلایا ہے، اب وہ جامعہ بیت السلام کراچی میں طلبہ میں عربی کی صلاحیتیں پیدا کرنے کے لیے کام کرنا چاہتے ہیں۔

Brighto
48